TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222330
UNIVERSAL LIBRARY

بعونِ صانعِ بے مکان و فضلِ خلاقِ زمین و آسمان

واہ کیا بے نظیر داستان ہے یہ ہزار شعر میں جس کے سو سو گلدستہ ہائے رنگ و ... گلستانِ سخن سے

[illegible]

قصہ

شاہزادہ [illegible]

[illegible] ہزاران [illegible] شعر سخن فہم منشی [illegible]

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنا دے قلم کو مرے یا قدیر — کلیم سرِ طور کا ہم صفیر

سراپا تری حمد سے نور ہو — تجلی سے شمعِ سرِ طور ہو

رقم تیری شانِ خدائی کرے — سرِ لوح پر جبہہ سائی کرے

ہے تیری وحدانیت پر گواہ — شہادت کی انگشت ہو یا الٰہ

قلم میں ہو معنی کے شام و پگاہ — رہے سکہ زن مثل خورشید و ماہ

مضامین رنگین کے وہ گل کھلائے — کہ ہر شاخ گل شرم سے سر جھکائے

سمومِ خزان سے نہ دیکھے زوال — بنے باغ معنی کا رنگین نہال

مجھے ملک معنی کی دے داوری — کہ روشن ہو نام زبان آوری

عطا کر سخن میں مرے فیض عام — رہے حشر تک زندہ راحت کا نام

کہاں تیری حمد اے خدائے جہاں / کہاں میرا کلک بریدہ زبان
مگر اپنی توفیق کر تو عطا / کہ پیہم لکھے نعت خیر الوریٰ
پلا ساقیا آب کوثر مجھے / کہ ہے ذوق نعت پیمبر مجھے
رہے جسمیں مطبوع اہل زمن / بڑھے خلق مین آبروئے سخن

نعت سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم

پس حمد ہے نعت احمد ضرور / کہ جسکا ہوا پیشتر خلق نور
وہی باعث ارض افلاک ہے / بجا شان مین اوسکی لولاک ہے
عطا کی خدا نے اوسے سروری / اوسی پر ہوئی ختم پیغمبری
رسول خدا سرور ملک دین / امام الہدیٰ آبروئے زمین
احد کا ہی احمد سے جلوہ عیان / فقط میم موہوم ہے درمیان
امین خدا و امام رسل / کرے ہمسری اوس سے کیا عقل کل
حبیب خدا سرور کائنات / شفیع امم خضر راہ نجات
حقیقت مین مقبول معبود ہے / ثنا جسکی قرآن مین موجود ہے
ثنائے محمد کا پایان نہین / سماتا ہے کوزہ مین دریا کہین
نہین وزن اعمال کا مجھکو ڈر / کہ ہین میرے پلہ پہ خیر البشر
یقین ہے کہ رحمت سے روز جزا / گنہ میرے خالق ہی بخشائیگا
پلا مجھکو ساقی شراب کہن / نیا جس سے پیدا ہو طرز سخن
وہ کیفیتین ہون سخن سے عیان / مزہ جس سے پائین سب اہل زبان

سبب تالیف اس فسانۂ دلاویز کا کہ حسب ایما سے

صاحبان عالیشان رونق افزوزہ کا کوری اتفاق گل افشانی اوپر صفحۂ قرطاس کی ہوا

داستان

بیان کیا کروں اپنا حال حزین — بہت اندنوں تھا میں اندوہگین
عزیزوں کی صدمے سے دل چور تھا — غم آلودہ و سخت رنجور تھا
تھا شعر کہنے کا کوئی محل — گیا تھا ستم سے کلیجا دہل
بہت دن سے گم تھی کلید سخن — بندھا غم سے رہتا تھا قفل دہن
خموشی جو مانند شمع لگن — شب غم میں تھی باعث سوز تن
خیال آیا مجھکو یہ ناچار پھر — کروں سوز دل اپنا اظہار پھر
لکھوں جوش خاطر سے وہ داستان — کہ ہووے جس سے غم رفتگاں
ابھی دل سے کرتا تھا ہاں یا نہیں — کہ آکر سخن نے سراہا وہیں
صدا دی کہ ای رای بھگونت ای — تری رای پر صاد ای نیک رای
خوانین والا خطاب و سخی — زکی و رضی و سمیٔ علی
مسیحا نفس صندل دردسر — طبیب دوا بخش درد جگر
چراغ سر بزم دانشوری — مہ اوج اقبال و نیک اختری
دعا سے مرے یا غفور الرحیم — بڑھے خلق میں اونکا رتبہ عظیم
خداوند کل ایزد ذو الجلال — ہمیشہ رہی حافظ جان و مال
مہ و مہر سان زیب عالم زمین — حوادث سے محفوظ دائم زمین
چمکتا رہے اختر اقبال کا — اوٹھائیں مزہ ہر مہ و سال کا

رہیں رونق افزاے باغ جہان　　ستائے نہ آسیب باد خزان

نہیں بزم دولت کی روشن چراغ　　عدو کو ملے داغ پر روز داغ

یہ ہیں جنکے فرزند عالی گہر　　ازل سے سدا [illegible] ہیں نامور

سر سروران زیب شمشیر تبر　　مکانِ شریعت کے مسند نشین

سکندر منش حاکم دادگر　　فلاطون طبیعت ارسطو [illegible]

امیرِ جہان داور دین پناہ　　تسلی دہ خاطرِ دادخواہ

جوان بخت عالی ہمم نامدار　　وہی علی شان والا تبار

عزیز اونکے ہیں ایک عالی نشان　　خرد ور بڑا اور بڑا [illegible]

گرامی گہر انتخاب زمن　　محیط کرم آبروے [illegible]

گہر سنج ذی فہم شیرین کلام　　خدا ترس عابد علیخان ہے نام

ہوا اونکا بھی مجھسے ایما یہی　　کہ ہے شغل ہرگز نہ بیٹھے [illegible]

پسِ حمد و نعت شفیع الورا　　رقم کر کوئی قصۂ دلکشا

جو مارا می شوق نے دلمین جوش　　کیا جام معنی طبیعت نے نوش

جما لوح خاطر پہ رنگِ سخن　　نمایان ہوے لالہ و نسترن

گیا خار خارِ الم مجھکو بھول　　کھلے گلشنِ دلمین معنی کے پھول

کیا حق نے مقبول میرا سخن　　کہ مطبوع عالم ہوئی [illegible]

غنیمت کی تھی مثنوی دلکشا　　لڑی اوس سے جو میری طبع رسا

ہوئی وہ بھی مطبوع اہل تمیز　　کہ ہے ذکر شاہد سے ہر دل عزیز

ملی اوس سے جو دلکو فرصت کمال　　پسند آیا بہرام و زہرہ کا حال

اوسے بھی تہ دل سے منظوم کر | جہانِ سخن کا ہوا نامور
جو مدھا لتی نام یک دلربا | مہارس مین مشہور تھی مہ لقا
منوہر سا اندیپ کا اک امیر | ہوا تھا محبت مین اوسکی اسیر
کمال اونکا قصہ تھا خاطر پسند | ہوا نظم وہ بھی بہ طرز بلند
مین لکھتا ہون اب مثنوی پانچوین | کہ اور ون سے قصہ یہ ہی دلنشین
کیا حق نے گھر بیٹھے بے فکر و رنج | نظامی صفت صاحب پنج گنج
عجائب ہی گلزار یہ داستان | بجا ہی کہون گر اسے بوستان
جہان جس جگہ پر نگہ جا یگی | بہار گلستان نظر آیگی
ہر اک شعر اسکا ہی رنگین چمن | کسی جا ہزارا کسی جا سمن
بنفشہ کہین سرو سنبل کہین | صنوبر کہین طرۂ گل کہین
کہین جا ہی جوہی کہین نسترن | کہین لالہ و سوری و نارون
کہین تازہ بو کیتکی موگرا | کہین یاسمن سیوتی موتیا
کہین اشرفی چاندنی ارغوان | کہین جعفری مالتی زعفران
کسی جا مدن بان و نخل حنا | کہین سوسن و نرگس خوشنما
سو ورسن کسی جا ہی بیلا کہین | نیواڑی کسی جا پہ چنپا کہین
کہین عشق پیچان کسی جا گلاب | کہین نخل انگور جان شراب
کہین لطف اور رنگ ہی آشکار | کسی جا ہے سورج مکھی کی بہار
رتن منجری ہے کہین جلوہ گر | کسی جا ہے داؤدی تازہ تر
کسی جا ہے شمشاد و نازک بدن | کسی جا ہے شب بو بھار چمن

نہ اوگتے بھلا کیون گل و یاسمین | کہ یہ بوستان کی ہے رنگین زمین
اسی بحر مین قصۂ بے نظیر | لکھا ہے حسن نے بھی کیا دلپذیر
کریگا جو سیر اسکی سرتا بپا | اوٹھائیگا ہر وقت لطف ضیا
کبھی بیکلی سے نہ گھبرائیگا | سرور چمن کا مزہ پائیگا
نہ پیتا ہون ساقی مین تیرے بغیر | مجھے ہو گئی زہر دریا کی سیر
کبھی دخت رز پر نہ کرتا نگاہ | لب آب دی اوسنے خود آکی جاہ

عاشق ہونا شاہزادۂ ختن کا اوپر جمال جہان آرا کے مہربانو سے کہ محض نا آشنای روزگار تھی تنہا اوپر کشتی کے سوار جاتی تھی

ختن مین تھا اک شاہ گردون نشان | شہنشاہ جم جاہ گیتی ستان
شہ آسمان قدر خورشید جاہ | مہ عالم افروز انجم سپاہ
گرامی گہر حاتم بحر و بر | جہاندار دریا دلِ دادگر
پسر ایک رکھتا تھا یوسف نظیر | عزیزِ جہان رشک بدر منیر
لڑکپن سے عہد جوانی تلک | رہا مہربان اوس پہ پیر فلک
قمر کو نہ کسطرح ہوتا زوال | بنا عاشق ابرو کمان سے ہلال
کہ اکثر سر شام وہ گلعذار | لب بحر جاتا تھا بہر شکار
جلا کر کبھی کشتیون پر چراغ | ستارونکو دیتا تھا لاکھون مین داغ
بنا کر گلونکی کبھی ڈالیان | بناتا تھا دریا کو باغ روان
کبھی آشنائی سے دو دو پہر | ٹھہرتا تھا دریا مین آب گہر

کبھی کشتی گل سے بالائے پل — دکھاتا تھا کیفیت موج گل
کبھی بیٹھ کر ساحل آب جو — بڑھاتا تھا توقیر جام و سبو
کسی وقت پیکر می صاف رنگ — ترنگوں سے کرتا تھا سیر فرنگ
کسی وقت بجرے پہ ہو کر سوار — مگر سوس کا کھیلتا تھا شکار
ترنگوں کی آواز سے ہر نفس — مچاتا تھا گھڑیال شور جرس
دھواں دھار رہتا تھا بالائے آب — حرارت سے ہوتی تھی مچھلی کباب
نہنگوں کا ہوتا تھا دم ناک میں — سسکتے تھے چھپ چھپ کے خاشاک میں
الگ چھوڑ کر پاٹ دریا کا گود — پکڑتی تھی دانتوں سے دامان کوہ
کسی دن وہ خورشید رشک قمر — سر شام ساحل پہ تھا جلوہ گر
قضا کار یک کشتی خوشنما — نظر آئی پانی پہ بے ناخدا
شتابی سے بالائے آب رواں — غضب تند جاتی تھی بے بادباں
فقط یک پری اوسپہ تھی جلوہ گر — تھا دوسرا اور کوئی بشر
چمن در چمن بو گل بوستان — سہی سرو شمشاد باغ جہان
سیہ چشم پر مست جادو نگاہ — کمند گرہ دار زلف سیاہ
بلند اختر اوج حسن و جمال — جبین ماہ و پیوستہ ابرو ہلال
جواہر سے کان جواہر تھی کان — دوبالا تھی بجلی سے بالے کی شان
جھلک اپنی دکھلا کے وہ دلستان — روان ہو گئی مثل آب روان
وہ جاتی تھی ناز غمزہ پادہ و دلفگار — شہید خم تیغ ابروی یار
وہیں ساحل آب پہ دست و پا — رہا چشم خونبار سے آشنا

گریا بھول مچھلی مگر کا شکار ۔ بنا آپ ہی ماہئے بیقرار
غضب کر گئین مچھلیان کانکی ۔ کہ ماشوق کو مشکل پڑی جانکی
گھڑی وہ پانی پہ کیون بے سبب ۔ کہ نا آشنا خشک ہوتی ہین سب
مسافر کے الفت کا کیا اعتبار ۔ کہ ہوتا نہین اوسکا یکجا قرار
یہان آج ہے کل کہین اور رہے ۔ نیا آب و دانہ زمین اور ہے
ہزارون کھڑے تھے وہان ہوشیار ۔ نظر باز و ذی فہم خدمتگزار
کسی نے نہ جانا کہ کیا رنگ ہے ۔ دل اس گل کا کیون غنچہ سان تنگ ہے
تپ دل سو ہے ہمدم آہ کیون ۔ بنا ماہئے خستہ یہ ماہ کیون
حرارت سے بیتاب کیونکر ہوا ۔ لب آب سیماب کیونکر ہوا
کھڑا تشنہ لب ساحل یم ہو کیون ۔ دل آشفتہ و چشم پر نم ہو کیون
سر شام سے درد کیا سر مین ہے ۔ بھونر کی طرح جو یہ چکر مین ہے
نہ ذوق غذا ہے نہ پرواے آب ۔ دم زیست بھر تلک ہے مثل حباب
یہ سمجھی کہ یہ گوہر شاہوار ۔ کنی کھا گیا ہے لب جویبار
اسی سے خراش جگر ہو اسے ۔ غم جانکنی کا ضرر ہے اسے
طپش دل مین سوز نہانی کی ہے ۔ اسی سے اسے چاہ پانی کی ہے
لگے کرنے بہبود فکر علاج ۔ دوا سے کیا اور برہم مزاج
جبھی خال مشکین ہو پیش نظر ۔ کرے کیا اوسے تخم ریحان اثر
جو بہبود سودای کاکل سو ہے ۔ اوسے کیا سرو کار سنبل سو ہے
وزیر شہنشہ کا تھا اک پسر ۔ جمیل و حسین پر نمک شمس و قمر

سر نوجوان کا وہ رنگین عذار لڑکپن سے تھا بندہ جان نثار
پریشان یکایک اوسے دیکھکر لگا پوچھنے کہ اے شہ بحر و بر
دل صاف کیون آج ہی پرملال مکدر ہے چہرہ پریشان ہے حال
اگر فعل بد کا ہے رنج و تعب فلاطون ارسطو ہین موجود سب
جو سایہ پری کا ہے تو کیا ہے ڈر کہ ظل خدا ہے شہنشاہ پر
مجھے بھی عمل ایسے ایسے ہین یاد پری کیا کہ تسخیر ہون دیو زاد
دکھاؤن جو مین اپنی افسون گری پڑے تن پہ آسیب کے تھرتھری
ہر چند ہے میرے انگوٹھی کا نام نگین فرسلیمان کا کرتی ہے کام
اگر آدمی پہ ہے دل مبتلا تو نزدیک شہ کے حقیقت ہے کیا
کہ لاکھون پری چہرہ و سرفراز غلامی مین حاضر ہین مثل ایاز
جو اندک بھی نظام ہو مجھ پہ ملال کرون دفع مین اوسکی کوشش کمال
چھپا زہر بیٹھا ہے دونا مرض تپ دق کو کرتا ہے پیدا مرض
طبیبون کا پھر زور چلتا نہین کرین لاکھ کوشش سنبھلتا نہین
لڑکپن سے تھا جسکے وہ یار غار کہا شاہزادے نے کہ اے غمگسار
مرا درد محتاج درمان نہین طلبگار عناب و ریحان نہین
مین دلدادہ کاکل یار ہون کمند جنون کا گرفتار ہون
ستاون مین کیا اپنا حال تباہ کسیکو تھو سیر دریا کی چاہ
پھری دشت مین تشنہ لب چار سو نہ جاے مگر ساحل آب جو
کہ تنہا کل کا دن سیہ تو نسی صحرا ہوا بند تھی گرم تھا آفتاب

عیان جوشش گرمی کا سینہ سے تھا | بدن آب گرما پسینے سے تھا
ہکا نون مین گرمی تھی حمام کی | رہی سخت تکلیف آرام کی
ہوا دار پر ہو کے آخر سوار | لیا جا کے دریا پہ مین نے قرار
وہان چل رہی تھی جو ٹھنڈی ہوا | رہا دن ڈہلے تک نہایت مزا
سر شام تک کشتئے برق دم | نمایان ہوئی بر سر آب یم
چمک مین تھی ہمتاب ماہ تمام | ہوئی دور تاریکئے وقت شام
چلا بحر کی ایک سے وس ہوئی | نمودار صبح بنارس ہوئی
حسین یک پری رو قریب بشر | اکیلی تھی اوس ناؤ پہ جلوہ گر
یہ جھلدار اوڑھے تھی رنگین ردا | فقط منہ کھلا تھا بدن تھا چھپا
یہ معلوم ہوتا تھا بالای آب | عیان برج ماہی مین ہو آفتاب
یکایک یہ پیدا ہوئی روشنی | گئی ڈوب مہتاب کی چاندنی
چمکتی تھین جو بجلیان بیمثال | کھلا صاف بالے نہ جھمکے کا حال
ہوا موتیون سے یہ ثابت مگر | ستارے ہین سیارہ گرد قمر
سپیدی عجب چھا گئی تھی وہان | کہ چکرا گئین دیکھ کر پتلیان
ابھی تک مجھے شک ہوا مین کمال | کہ تھین وہ دونو ابرو کمان یا ہلال
سیہ چشم بادام ہے یا ہرن | کنوان تھا ذقن یا تھا سیب یمن
نہوتی اگر زیر چادر نہان | تو سب عضو کے وصف کرتا بیان
مرا خون سب آب جو کر گئی | چھری سی وہ سے کے پانی لہو کر گئی
برنگ سبا دشت آشفتہ حال | ہوئی بیگنہ میری گردن حلال

لگا کر کلیجی پہ تنبیہہ نگاہ
مجھے کر گئی کسطرح قتل آہ

نہ پیکان تھا اور ہمین نہ سوفار تھا
خدا جانے کیا ہمین اسرار تھا

مری ساتھ دریا پہ وہ گھاٹ کی
کہ دشمن بھی کرتا نہ ایسی بدی

نگہ تیغ کے گھاٹ مارا مجھے
کہ ساحل پہ سوکھا اوتارا مجھے

خدا ترس ہوتی وہ ترسا اگر
نہ جاتی ترستا مجھے چھوڑ کر

وہ شمع لگن سخت بیگانہ تھی
کہ مطلق پتنگے کی پروا نہ تھی

نہ سمجھی کہ مانند سیماب مین
کسے چھوڑ آئی ہون بیتاب مین

تڑپتا ہے ساحل پہ بے آب کون
اوٹھاتا ہے رنج تب و تاب کون

ہوئی جب سے وہ بت نگاہوں سے دور
مجھے سنگ مرمر ہی تاج سمور

حریر و کتان قاقم و پرنیان
تن ناتوان پر ہین بار گران

ملے گی نہ جب تک وہ سیمین عذار
نہ پاویگا یکدم وطن مین قرار

دم صبح رکھتا ہون عزم سفر
خدا جانے لیجاے گردون کدہر

ابھی ہو مگر قصد ہندوستان
کہ وہ ملک ہی جلوہ گاہ بتان

بنارس مین ہو کثرت گلبدن
ملی شاید اوسجا وہ گل پیرہن

پتا جو نہین اوس جگہہ پاؤن گا
عجم ہو کے سوے عرب جاؤن گا

کہ لیلی و شیرین کا ہے مسکن وہان
عجب کیا وہین ہو وہ جان جہان

لڑکپن سے تو ہو وفادار یار
اگر رنج غربت نہو ناگوار

مرے ساتھ مانند گرد روان
طریق عقیدت سے ہو ہمعنان

شہ نوجوان کا وہ روشن ضمیر
حقیقت مین تھا جو انیس و مشیر

اوسی دم اوٹھا رہبری کے لئے	لبوں سے کفِ پا پہ بوسے دیئے
غمِ یار مین ستھے غمگسار	کئی دن سے ہون خستہ و بیقرار
شتابی سی لعل سے جام بھر	کہ مستی مین آسان ہو رنج سفر

روانہ ہونا شاہزادی کا ساتھ پیر وزیر کے مہربانو کے چاہ مین اور ملنا ملاح و نجار کا اثنائے راہ مین

عجب رنگ چرخ سیہ فام ہے	کہ نیرنگ سے شہرۂ عام ہے
گھٹاتا ہے ہر ماہ مین ماہ کو	بناتا ہے پل مین گدا شاہ کو
ہمیشہ نئے روپ بدلا کیا	یہ رہزن پرانا ہے بہروپیا
کہان سوتے فتنے جگائے نہین	کوئین کسکو گھر گھر جھکائے نہین
کہان ماہ کنعان کہان کاروان	بنایا نہ کس کس کو بیخانمان
سفر پر نہ موقوف جو گھر مین ہے	سدا اسکے گردش سی چکر مین ہے
ستائے نہ کیون سبکو چرخ کہن	کہ کالے کا ہوتا ہے بڈہا گلین
پہنتا تھا جو پرنیانی قبا	بنایا اوسے دلق پوش گدا
رہی ایک حالت پہ کیونکہ جہان	کہ ثابت قدم خو نہین آسمان
بہت ایسے مرتے ہین بیکس غریب	نہوتا ہی جنکو کفن تک نصیب
جنازی کا اور قبر کا کیا حساب	سر راہ ہوتی ہے مٹی خراب
ہزارون ولی ایسے گذری ہین پاک	کہ ابتک ہین باآبرو زیر خاک
عقیدت سی تربت پہ ہر خاص و عام	چڑھاتے ہین پھولونکی چادر مدام
نگاہوں سے لینے کو معدوم ہین	وہ سب زندہ مغفور مرحوم ہین

الٰہی رضا نے یہ جن گردون دون — نہ دے نوجوانون کو درد درون
نہ پوچھو کچھ اوس دم کا حال الم — نمایان تھا ہر سو ماتم کا غم
غضب تھا شاہی مین کہرام تھا — ہجوم الم ہر سر بام تھا
بہت گرچہ رو ئے سب اہل حرم — گرے پا سر و چشم زیر قدم
گیا کچھ نہ لخت جگر نے خیال — بڑھا اور رونے سے دونا ملال
چلا گھر سے یکتا و سرو روان — گھڑی رہ گئی رو کے پیر و جوان
مکان سے بجز شامت شام غم — لیا کچھ نہ ساتھ اپنے ساز حشم
ازل سے جو رکھتا تھا ہمت قوی — فقیری مین تھی شان شاہنشہی
کہ فوج غم و درد ہمراہ تھی — بجائے حشم آہ جانکاہ تھی
سمند ہوا تھا عجب زیر ران — نہ تھی احتیاج رکاب و عنان
فقط ساتھ تھا نور چشم وزیر — کہ تھا وہ ازل سے انیس و مشیر
نہ پہونچا تھا گھر سے ابھی کوس بھر — کہ اک پیر دیرینہ آیا نظر
ضعیفی سے تھا گرچہ بردست و پا — ولی تیز آتا تھا مثل ہوا
پہونچ کر قریب شہ نوجوان — جھکا بہر تعظیم مثل کمان
قدم چوم کر مونہہ سے بہ بار بار — بلائین لگا لینے وہ جان نثار
شہ نو نے دیکھا اوسکو منت پذیر — بہ شفقت سے پوچھا کہ ای مرد پیر
ترا کیا ہے مقصد بیان جلد کر — جھکاتا ہی کیون بار بار اپنا سر
کہا اوسنے رو کر کہ ملاح ہون — غلام شہنشاہ سیاح ہون
ہواخواہ سلطان ہون لاکھ گر — مین ہون بندگی سے سرافراز تر

سال پیدا ہوئے تھے حضور جب عدم سے ہوا تھا جہان مین ظہور
پہ ایک ماہیٔ سیم گون جو مین لے گیا تھا برسم شگون
د پر سنے تھے بے شمار کیئے تھے عطا لولوئے شاہوار
ں سیواتی تھے ہو گئی کثافت کدورت کی سب ہو گئی
ہ مرا گھر ہے درج گہر نہ درج گہر بلکہ برج قمر
ب یہ ہین یہ سے دو کوٹھیان جہان جمع رہتا ہے سارا جہان
م ہوتا ہے ایسا جہوم کہ رہتی ہے صبح بنارس کی دھوم
مین فراغت سے لیل و نہار زمانے کی مین دیکھتا تھا بہار
واسطے گھر سے کیا سفر سفر وہ کرے جسکے گھر ہو نہ زر
ے جو مین تھا تمکو ارشاد خوش آیا یہی لمسر پیش نگاہ
ن رہون خدمت شاہ مین کرون فرش آنکھین سر راہ مین
ن فن سے اپنے کمال آشنا ملاحی کا دم بھرتے ہین ناخدا
کے غواص و طیر اک سب مرے دم سے رہتی ہین یا رب طلب
جو آب روان بر روان خس و خار و گل یا جواہر گران
وسکا بتلا سکون گا نہین مری آنکھ ہے شیشۂ دوربین
نے سنتے ہی اوسکا بیان کہ ای آشنا سے محیط جہان
ہ تو غور سے آج کل کئی سطح دریا سے کیا شے نکل
ہے یا سبکسار ہے کلوخ سیہ سنگ یا خار ہے
سنے ماں لے شہ نامدار قرینے سے ہوتا ہے یون آشکار

نکل اک پری چہرہ کشتی نشین
گئی ہے برابر ادھر سے کہین

کہ کشتی سے جو آشنا سے مگر
کہو نا خدا بھی نہین نا و پر

جو تھا قابل ہمدرد اوسکا بیان
نہایت ہوا خوش شہ نوجوان

سمجھ کر جیسا تھا ہشیار کا
ہوا گام زن منزل یار کا

گیا جب نکل اور اک کوس پھر
تو پھر یکبیک آ گیا ہو منہ پھیر کر

کہ اک شخص با شد گرد روان
شتابی سے آتا ہے بیدل دوان

پہونچکر ہوا جب قدم بوس یا
شہنشہ نے پوچھا ترا نام کیا

کہان تو چلا کیا ترا نام ہے
جو سرعت سے یک سبک گام ہے

دعا دیکے بولا کہ اے شہریار
مین نجار ہون شہ کا خدمتگذار

زمانے مین جب صورت شمع طور
شبستان شہ مین ہوا تھا ظہور

بنا کر سہ مردوان خوش نگار
در شہ پہ پہونچا تھا امیدوار

دو در لعل رخشندہ تر ماہ سے
ملے تھے غلامان درگاہ سے

فروغ جواہر سے میرا مکان
نمایش مین ہے جوہری کی کان

بنا ہے سر راہ بازار مین
جڑی ہین نگین سنگ دیوار مین

در و بام پر ہین مخمل کے پردے پڑے
دلاویز دلکش جواہر جڑے

شب تار مین گوہر شب چراغ
ستارون کو دیتے ہین حسرت کا داغ

مرا قصر بھی قصر فغفور سے
زمانے کی دولت سے معمور ہے

ہری کوٹھیان سب ہین برج حمل
صفائی سے گویا ہین موتی محل

فرح بخشش سے دلکشا ہین کہین
دلارام سے خوش نما ہین کہین (۲)

سنا میں نے جس دم کہ شاہ جہان | سفر میں ہے یوسف کارواں
نہیں تھم سکے میرے منزل میں پاؤن | جمی شوق رفتار سے دلمیں پاؤن
تمنا یہی ہے کہ یہ خاکسار | رہے ہمرکاب شہ نامدار
میں ہوں تیز دستی میں مشہور نام | بسوے کا لیتا ہوں رہ میں کام
کسی سے طلبگار یاری نہیں | جو کام آپڑے اوسمیں عاری نہیں
ضرورت نہیں مجکو ہتھیار کی | نہ فرمان کی حاجت نہ پرکار کی
نہانی نہ برباکی مجکو تلاش | نرالا میرا ہے تراش و خراش
اگر حکم دیں مجکو شاہ جہان | بناکر اسیوقت تخت روان
دکھاؤں ہوا پر زمانے کی سیر | نظر اسمیں آئی خدائی کی سیر
سواد عجم سے عرب تک تمام | نظر آئے کیفیت روم و شام
جدھر پھیر دوں کل سی پھیر جا ہو وہ | تماشا ہوائی کا دکھلاے وہ
ٹھہرنا ہو منظور مثل طفیان | ٹھہر جاے مانند کوہ گران
جدھر ہو اوڑانے کی مد نظر | اوڑے صاف چٹکی بجاتے اودھر
رسائی سے مانند مرغ خیال | ہوا پر ہے طائر تیز بال
مجھے مانتے ہیں سب اہل فرنگ | اوڑاتا ہوں پے ڈور کا میں پتنگ
تماشا کروں میں یہ قدرت کہاں | بنائیں جو بی تار کی پتلیاں
چہ طاقت مرے دست بازو میں ہے | وہ قدرت نہیں سحر و جادو میں ہے
ابھی جا میوں اوڑ جاؤں مانند باد | یورا نے بہت ایسے کرتب ہیں یاد
کرونگا میں حل مشکلیں راہ کی | بجا عرض ہے اس ہوا خواہ کی

سنا شہ نے جب یہ بیانِ عجیب — ہوا خوش کہ نادر ہین میری نصیب

چلا جب سے مین یار کی چاہ مین — شگون اچھے ملتے گئے راہ مین

حقیقت مین تھی رحمت کردگار — کہ اک جان و دو قالب ہوئی چار یار

گئی تھی جدہر کشتی دل ستان — ہوئے مثل آب روان سب روان

خدا کے لیے راہ مین ساقیا — مرا حضرت خضر ہو رہنما

شراب مسرت کا وہ جام [illegible] — کہ [illegible] منزل مین آ [illegible]

دوچار ہونا شاہزادے [illegible]

اور ملاقی ہونا پیر زادہ [illegible]

جن [illegible]

گئے جب سفر مین کئی دن گذر — خطرناک جنگل اک آیا نظر

غضب مثل زندان تھا تاریک تنگ — کہ تھے زندہ در گور گرگ پلنگ

یہ بدبو تھی اوسکے خس و خاک مین — کہ پیل دمان کا تھا دم ناک مین

تہ خاک تھے سیکڑون جانور — ہرن کرگدن شیر نرگورخر

بہم گردے ناخن شیر تھے — ہما کے لیئے استخوان ڈہیر تھے

ہوا گرچہ دہشت سی پانی جگر — دلیرانہ آگے بڑھے سب مگر

گئی دن کے بعد ایک دیرینہ سال — نظر آیا پیر مبارک خصال

کرامت سے تھا خضر راہ نجات — کہ پاس اوسکے تھا جام آب حیات

پڑی تھی وہان گاہ اک مردہ تن — ستمدیدہ پوسیدہ افسردہ تن

سحاب کرم تھا وہ نیکو سیر — کہ تھا قطرہ افشان سر رستہ پر

چھڑکتے ہی قالب مین جان آگئی سر نو سے پھر زندگی پا گئی
اوچھل پھاند کر یک بیک بیقرار ہرن ہو گئی جانب مرغزار
مسیحا دم اوس پیر کو جان کر کہا سب نے کہ ای پیر فرخ سیر
ہمارا بھی ہو تجھسا حق رہنما کئی دن سے پھرتے ہین بی سر و پا
کہا اوسنی لاحول کہتے ہو کیا گنہگار کیجیے نہ مجھسا خدا
مثال خفاش مجھہ مین عظمت کہان زمین کو فلک سی ہے نسبت کہان
بڑھاتے ہو کمتر کا رتبہ عبث بناتے ہو قطرے کو دریا عبث
کہان عالم افروز مہر منیر کہان ذرۂ کم نما و حقیر
کہان رو نماے جہان آئینا کہان آہن روسیہ بد نما
کہان گل سرور مشام و دماغ کہان زشت بد نام دود چراغ
مین ہون آپ ہی ضعف تن سی ہلال قمر سے ہو جگنو کی کیا مثال
یہان بندۂ حق ہی اک پیر زن ملک خصلت و پارسای زمن
ریاضت سے ہے زار و لاغر کمال بدن گھٹ گھٹ کے ہوا ہے ہلال
کسی شے پہ کرتی نہین وہ نگاہ فقط دودھ کھاتی ہے وقت پگاہ
یہی ہے حلال ایک کھانا اوسے حرام اور ہے آب و دانا اوسے
یہ گاو ستمدیدہ و خستہ تن ازل سے ہی پروردۂ پیر زن
کیا تھا پلنگ مان نے ہلاک پڑی تھی کئی دن سے بالای خاک
غم قوت سے وہ زن کہنہ سال نہایت تھی پژمردہ و خستہ حال
شب و روز پی پی کے خون جگر ریاضت مین کرتی تھی اپنی بسر

خضر کی طرح جو یہ آب بقا
کیا ہے خدا نے مجھے بھی عطا

امید ہر مثل ابر سیہ بھیج کر
کیا آب رحمت سے کھیت و سکار

نہوتا بھلا کیون مصیبت مین یار
کہ رزاق عالم ہی پروردگار

مین ہون خلق مین بندہ ناتوان
گنہگار خلاق کون و مکان

جو ہو چاہ پانی کی موجود ہے
دعا مانگنا مجھسے بے سود ہے

ضعیفی سے ہون سخت بے دست و پا
ہونگا تمھارا مین کیا رہنما

کیا انکسار اپنا جب یون بیان
ہوی خوش زبانی سے سب گلفشان

فقط آپ ہی کی دعا چاہئیے
نہین ہمکو آب بقا چاہئیے

پئین گے تو آخر جئین گے سدا
ملیگا مزہ ایسی پینے سے کیا

کہ یہ زندگی رنج دکھلائیگی
ملاقات یارونکی چھٹ جائیگی

مزہ نوجوانی مین نعمت کا ہے
بڑھاپے مین کیا لطف دولت کا ہے

اکیلے جیئے تو نبھائین گے کیا
خضر کی طرح خط اوٹھائین گے کیا

جو عالم مین ہین عاقل و ہوشیار
سمجھتے ہین دنیا کو ناپائدار

کبھی زندگانی پہ مرتے نہین
ہوس آبحیوان کی کرتے نہین

مزہ آبحیوان مین ہوتا اگر
سکندر نہ کرتا کبھی درگذر

ہمین خضر سان یہ گوارا نہین
کہ تنہا کرین سیر روے زمین

عبث رہنمائی کی محنت ہے
مبارک اونہین کو یہ خدمت ہے

فقط اسکی ہم لوگ ہین خواستگار
کہ ہو جائین اب پنجتن چار یار

ڈبین جسمین جیتے نہ پاوین سے ہم
ہزبرون کو سمجھین سفالین سے کم

بنو عاجزی سے جو مور ضعیف | ہوا مہربان پیر مرد لطیف
چلا ساتھ مانند رشتہ زبان | ہوئی قوت پیر سے سب جوان
غضب پر خطر تھا وہ دشت تباہ | جہان خضر پاتے تھے مشکل سے راہ
فزون تر سیاہی مین تھا رات سے | ملا اوسکا ڈانڈا تھا ظلمات سے
جہان ہر طرح کے سب اندھیر تھے | سیہ سنگ کے سیکڑون ڈھیر تھے
جدھر اوڑ کے جاتا تھا مرغ نظر | اندھیرے مین گرتا تھا ٹکرا کے سر
نظر جو نہ آتی تھے خورشید و ماہ | مصیبت سے کرتی تھی ہر دم یہ چاہ
کہ ہو کاش گر ہاتھیون تک گذر | سپیدی تو دانتون کی آئی نظر
جو تھا ساتھ وہ واقف گرم و سرد | سبھون نے یہ پوچھا کہ ای پیر مرد
یہ ہے کون جنگل جہنم نشان | جہان ڈنگو نے ظلمت شب عیان
سیاہی سے کیون ہاتھ سجھو کا ہین | نہ جگنو نہ آتش نہ کالے کا من
کہان خضر سا رہنما پائین ہم | جو ظلمت مین سیدھے چلے جائین ہم
بلا کا بیابان ہے یہ پر خطر | کہ وحشت سے عنقا ہے ہر جانور
نہ چیتے نہ پاڑے نہ ہاتھی نہ شیر | فقط جا بجا ہاڈیون کے ہین ڈھیر
کیا یہ سر دست کسنے ستم | جو خرگوش ہی مست خواب عدم
شغالون کو بھی کھا گئی کیا زمین | جو آواز ہو ہو کی آتی نہین
ہرن کیون نگاہون سے گم ہو گئے | یہ چرغ و موچرس سب کہان کھو گئے
یہان کون ہے ہتلے ہے شمشیر زن | جو بھاگے سپر چھوڑ کر کرگدن
عجب طرح چھکی ہے نحوست یہان | کہ بوم بد آہنگ ہے بے زبان

نہ زاغ و زغن بولتے ہین کہین
نہ طاؤس منہ کھولتے ہین کہین

چورائی ہین جان اپنی حیوانکیون
پری کی طرح گم ہین انسان کیون

گذرتے نہین کیا ادہر کاروان
کہ شور جرس ہے نہ گرد روان

کوئی بن درندون سی خالی نہین
دد و دام موجود ہین سب کہین

یہان کچھ تو کھٹکا ہی جانبدار کو
کہ دیکھا نہین کژدم و مار کو

کہین دے خدا اس سی جلدی نجات
ابھی دن ہی دم بھر مین آتی ہی رات

اندھیرے مین بھٹکین گی گھبرائین گے
جدھر جائین گی ٹھوکرین کھائینگے

بیان کر چکے اسطرح جب تمام
دیا پیر نے پھر جواب کلام

کہ ہی دیو ہیکل کا اسجا وطن
اسی سے نمایان ہی ویرانہ پن

خفا جو بداندیش و بدکار ہے
ہزبر ستمگار خونخوار ہے

اگر پائی ہاتھی کو وہ کوہ تن
کرے دست سنگین سی جلوہ بدن

یہہ موذی ہے وہ اشتہ بیمار
کہ کرتا ہے شترون کا دل بیقرار

گرجتا ہے جب عدسان وہ لعین
لرزتی ہی دہشت سی گاو زمین

لب بحر جاتا ہی جب وہ مگر
نہنگون کو کرتا ہے زیر و زبر

غم جان سے گھڑیال چھوٹے بڑے
تہ قعر چھپتے ہین گھڑیون پڑے

چورائی ہین پانی مین جی مچھلیان
مگر سوس کی سوکھ جاتی ہی جان

غضب آفت جان ہی وہ بدنہاد
کہ کھاتی ہین خوف اوس سی سب دیو زاد

دکھائی جو شکل مہیب ایکبار
بشر کیا کہ ہاتھی کو آسے بخار

یہ سنکر کہا شہ نے کہ اے پیرمرد
کیا چاہیے ایسے ظالم کو گرد

ستم ہے کہ ماریں ندیں بیگناہ / او گلنار ہے زہر مار سیاہ
پڑھیں چلکے منتر جگا ہوئے / وہ سوتا ہے بو سولائی ہوے
دیا پیر نے پھر جواب سخن / کہ اسے نیک کردار شاہ زمن
اگر لاکھہ کوشش کرے لشکری / نہ ٹوٹیگا وہ سد اسکندری
غضب مثل شیر آہنی جنگ ہے / کہ یاجوج کی عاقبت تنگ ہے
وہ جلاد ہے خنجر خون فشان / زمانے کی لیتا ہے ہیبت سے جان
دم گرم سے آتش برق ہے / زرا بھی نہیں برق سے فرق ہے
زبون ہوگا رومی نہ زنگی سے وہ / کہ بے ڈر ہے آلات جنگی سے وہ
عجب مسکن اوس بوم کا ہے اوجاڑ / کہیں اونچے اونچے کھڑے ہیں پہاڑ
کہیں چاہ اندھے کہیں غار ہیں / کہیں ریگ صحرا کے انبار ہیں
کہیں بید مجنون نہ خار و خسک / کف دست میدان ہے کوسوں تلک
نہ دریا ہے منزلوں تک کوان / نہ سایہ نہ سبزہ نہ آب روان
پھر باد صرصر نسیم شمال / چلے صبحدم اوس طرف کیا مجال
کہیں بن ہے کانٹوں کا بستر شکن / بھولا دے جو مجنون کا دیوانہ پن
کہیں سنگ خارا کا کوہ گران / تھکیں دست و پا کوہکن کی جہان
نہایت ہوا سیا مصیبت کڑی / کہ کرتے ہیں آہو خطا چوکڑی
جہان تک تھی گرگ و سیہ گوش و شیر / کیا سبکو اوس فیل جنگی نے زیر
فقط ایک ہے بیمر سے لا کلام / زبون ہوگا وہ کافر زشت فام
کہ رہتی ہے جب تک شب ماہتاب / کسیوقت کرتا نہیں میل خواب

عداوت سے مانند شیر ژیان ستاتا ہے صید بیابان کی جان
جو بڈتا ہے لگکے اوسے وہ دلیر چباکر شکم اپنا کرتا ہے سیر
سر شام سے ہر طرف تا پگاہ مچاتا ہے اندھیر وہ رو سیاہ
پکڑتے ہین یہ ڈر سے کالے زمین کہ باہر سے باہر نکلتے نہین
شب تار ہوتی ہے جب آشکار مکانسے نکلتا نہین زینہار
سر شام سے پندرہ دن تلک نہین ایک پل کھولتا ہی پلک
تڑپ کر گرے برق تابان اگر کرے سر پہ ابر سیہ شور و شر
پڑین منہ پہ پانی کے چھینٹے ہزار جلاسے بدن آتش شعلہ بار
دہل زن بجاے دہل دمبدم کرے صور محشر سرافیل دم
دکھاے فلک روز اسفندیار سر و تن پہ دے گرز رستم کی مار
اوٹھائیگا صدمے پہ صدمے مگر نہین سر اوٹھائیگا وہ فتنہ گر
جو ہو تم مین فرزانہ و ہوشیار دم خواب دے اوس پہ افسونکی مار
کہ وہ زشت پیکر ہے کوہ بلا بجز جادوے سامری دخل کیا
جو مارے اوسے کوئی تلوار سے سر و پا پہ قبضہ کرے دھار سے
یہ سنتے ہی شاہ جوان نے وہان کیا ساتھیو نسے اشارہ کہ ہان
جسے سحر جادو مین ہو دستگاہ کرے جلکے اوس دیو سیہ کو تباہ
رہی بند شیشے مین مانند مل چراغ اوسکی ہستی کا ہوجاے گل
کسیکو نہ جرات ہوئی اسقدر کہ دیتا جواب شہ نامور
گئی ہو کے ملاح کی ڈر سے جان کہ دریا نہ تھا وہ تھا کوہ گران

نہ تھا کام اوسکا جو ہتیار کا
بدن ہو گیا چور تلوار کا

وہ شمشیر زبان یہہ تھا بڈھا فقیر
مقابل جوان کے بھلا کیا ہو پیر

ہو دُست پا تو وزیر جہان
گھڑک کر اوٹھا مثل برق جہان

شہ سجدہ بر کے قدم چوم کر
چلا مثل ابر سیہ تند تر

وہ بیٹھا نہ ٹھہرا کسی جا ذرا
بنا تیز گامی سے پیک صبا

جہان سو رہا تھا وہ پیل وہان
پہونچ ہی گیا مثل شیر زیان

سراپا تھا ہرچند وہ زشت رو
ہزبر بنا پیشۂ و جنگ جو

بد اختر سیہ فام شکل زحل
مگر مسکن اوسکا تھا برج حمل

کہ بیٹھی تھی اک نازنین رشک حور
فروغ جہان شعلۂ کوہ طور

صفائی سے تھا منہ پہ آئینہ بن
مگر رنگ غم سے تھا میلا بدن

خزان خوردہ برگ چمن زار تھی
گل تر صفت ہمدم خار تھی

زمانی مین ہرچند وہ خوش جمال
گلستان خوبی کی تھی نونہال

مگر بیکلی سے برا رنگ تھا
خموشی سے منہ غنچہ تنگ تھا

صعوبت سے تھی زیر بار اسقدر
کمان کی طرح جھک گئی تھی کمر

کھڑا تھا جو گوشی مین یہ نوجوان
کیے اور چلا کے آنسو روان

نہ دیکھی تھی برسون سی شکل بشر
نہ روتی وہ کیونکہ بھلا پھوٹ کر

تلطف سے کہا اوسنے کہ ای نوجوان
تجھے موت لائی ہے شاید یہان

یہ ہے مسکن دیو آفت کا گھر
تھی اسجگہ سے تجھی کیا خبر

پھنسائی عبث تو نے زحمت مین جان
کہ ہے مقتل بیگناہان یہان

ستم ہی کہ اس سرزمین مین کہین بجز آب شمشیر پانی نہین
ہزارون نے دی تشنہ کامی سے جان گئی سوکھ کانٹے کی صورت زبان
یہ جنگل نہین کربلا سے ہے کم یہان ہر طرح کے ہین جور و ستم
ہزارون ہوئے خون ناحق یہان گئی مفت مین بیگناہون کی جان
یہان سر کھٹکتے ہین جن و پری بہت دور انسانکی ہے جانبری
ابھی خیر ہے یا نسیم اوڑ جائی تو ہوا گلشن دہر کی کھائی تو
مقابل ہوا اوس جفاکیش سے بڑا فرق ہی گرگ اور میش سے
وہ ہی شیر خونخوار تو ہے غزال وہ گرگ جفاکار تو ہے شغال
کہان سنگ خارا کہان آئنہ تجھے چور کر دے گا ہر آئنہ
وہ سنگین ہے تو گل اندام ہے وہ کافر ہے تو اہل اسلام ہے
گہر سو دکہ سنگ مرمر ہو کیون ہما زاغ سے بہر الفت ہو کیون
یہ صورت یہ رنگت یہ منہ یہ شباب سبب اپنی کرتا ہے مٹی خراب
رہی گرد سی جب یہ بت نوحہ خوان کہا نوجوان نے کہ اے مہربان
مجھے چھوڑ دی میری تقدیر پر بیان پہلے کیفیت اپنی تو کر
کہ کس اوج خوبی کی اختر ہے تو قمر ہے کہ مہر منور ہے تو
گل باغ فردوس یا حور ہے مہ چرخ یا شعلۂ طور ہے
خرابہ یہ مین ہے ہر طرح جای بیم یہان صورت گنج ہی کیون مقیم
ستم کی ہے جا بلبل بوستان رہی بر سر قاف سیمرغ سان
کہ کشتہ عنقا کو خوف شکار جہان کی گوشہ گیری یہان اختیار

مقام ہما یہ بیابان نتھا
سزاوار مرغ گلستان نتھا

نہاتے اگر زاغ و بوم آشیان
سجا تھا کہ ہین شامتین سب یہان

فقیرانہ صورت بنائی ہے کیون
پری دیو کے گھر مین آئی ہے کیون

پھنسی کسطرح چنگل باز مین
تمھارا ربط کیا تجھکو پرواز مین

جو پرسش تاسف سے کی بار بار
کہا رو کے او سنکے کہ ای غمگسار

کہ ہر چند دُرِ یگانہ ہون مین
ولی خشک بے آب و دانہ ہون مین

رہی غرق بحر مصیبت سدا
کسی دن نہ جی بھر کے پانی ملا

جہان مین دُرِ درج عصمت تھی مین
چراغ شبستان دولت تھی مین

تھی صورت کہربا زرد رو
نہ روتی تھی مانند مرجان لہو

لب لعل تھے میرے لعل یمن
صفائی سے دندان تھے دُرِ عدن

جواہر تھے کانون کے سب برق دم
تھے آبداری مین بجلی سے کم

مرصع جو پہنے تھی زیور تمام
پریزاد کتنے تھے سب خاص و عام

میری شاہ کا نام ہے مینوچہر
فلک ہمت و غیرت ماہ و مہر

اوسی سے تھی ہم عقد مثل گہر
خرابی نہ تھی کوئی پیش نظر

کبھی دھوپ مین یک بیک ہی ملا
پری نے نہ دیکھا تھا سایہ مرا

ہوئی ہاے اس دشت مین بیحجاب
نہ سر پر ہے چادر نہ رخ پر نقاب

کیا جسطرح مجکو بے خانمان
کرے آسمان کو خدا لامکان

اسی دیو کمبخت کو بھیج کر
دیا میرے سینہ پہ داغ قمر

اوٹھا لایا حسرت سے مجکو یہان
سسکتی ہون روتی ہون کھوتی ہون جان

اسیری مین گذرے مجھے دو برس / تڑپتی ہون مانند مرغ قفس
پری کے کہان بال و پر پاؤن مین / جو پھندے سے اسکے نکل جاؤن مین
بلا کی مصیبت ہے میرے لیے / جگر ایک صدمے ہزارون دیے
بدن تھا مرا سرخ و صاف اسقدر / پھسلتی تھی انجم کی جس پر نظر
صد افسوس پنہان تہ زنگ ہو / سیاہی سے انگشت بر رنگ ہے
پری کو یہان پر ہے اوڑنا محال / بشر مین بھلا کب ہے اتنی مجال
کہ آکر یہان سے پلٹ جائے پھر / ہوا گردش دہر کی کہا سے پھر
ہوئی تیرے آنے سے گو مین نہال / مگر ہوگا اب اور دونا ملال
کہ جس دم تجھے دیکھ پائے گا وہ / تری طرح سے پیش آئے گا وہ
ابھی ہاتھ سے بے دود حلوا ہے تو / حلاوت سے ہمرنگ خرما ہے تو
لبونسے ہے قند مکرر عیان / مٹھائی سے تنگ شکر ہو دہان
جواب چمن روی گلفام ہے / سمن سے کہین نازک اندام ہے
کبوتر سے نہ باز کا کیون شکار / نہ کھاوے سکے پنجے سے نشتر کی مار
پچھا کر کرے گا تجھے بے نشان / نہونگی نصیب ہما ہڈیان
دکھاے مزہ نوجوانی تری / رہے تا ابد زندگانی تری
کہا پھر جوان نے کہ اے مہ لقا / نصیحت تری ہے سراپا بجا
نہین خوف مرنے کا لایا ہون مین / یہان اس ارادے پہ آیا ہون مین
کہ دیو لعین کا مٹا کر نشان / کرون سوی قعر جہنم روان
یہ سنکر ہنسی وہ بت گلعذار / کہ ہے موت کا مدعی یہ شہسوار

یہہ باتین بناتا ہے کس سادے
کہان تو وہ بکین کہان بیل مست
وہ شیر زیان تو غزال ختن
وہ تیغ دو دم تو ہے نازک میان
جہان تک بنو اوس سے پرہیز کر
قدم رکھہ کے تو ہے خار کیون
خدائی کا کافر ہے وہ بیحیا
حرام اسکو اوس سے خواب و خیال
یہ دشمن ہے وہ ساری جاندار کا
ابھی دیکھتا ہے زمانے کا رنگ
وہ خونریز شمشیر فولاد سے
کسی اور سے دل کو بہلائی تو
بہر رنگ تجکو کرے گا وہ تنگ
زبردست ہی اسقدر وہ دلیر
جہان زور بازو دکھاتا ہی وہ
وہ بیشک تجھی خون مین نہلائیگا
ترا کام کر دے گا دم مین تمام
بہت کچھہ کہا یون مگر وہ دلیر
دیا پھر جواب اوسنے کر امر شنگ جور
ٹلے گا نہ کوہ گران کاہ سے
یہہ بیہودہ ہے سب ترا لب بلب
خطا سے نہ چوکیگا وہ بدچلین
ترے دم کو سر تا بپا ہے زبان
گلی پر نہ اپنے چھری تیز کر
کف پا کو دیتا ہے آزار کیون
نہ شرم بشر نہ خوف خدا
وہ کرتا ہی دانتون سے گردن حلال
کہ پیتا ہے خون گنجیہ مار کا
نہ کھا سرخ گالون پہ موذی کا چنگ
سر بیگنا یان کا جلاد ہے
تراب ستمگر نہ بن جائی تو
کہ ہین بد قماشی کے سب اوسمین ڈھنگ
کہ پنجہ ملاتا نہین اوس سے شیر
پلنگون کے چھکے چھوڑاتا ہی وہ
بدن اپنا کیون اوس سی دلائیگا
وہ ہی پیر گردون کا یکہ غلام
رہا قائم جنگ مانند شیر
دل نازک اپنا نہ کر غم سے چور

سفر میں محرم سے ہم پنجتن | غزالی سے ہیں مبتلائے محن
کمر بستہ پھرتے ہیں گھبرا ہوا | نہ فکر معیشت نہ خوف معاد
ابھی تک اوٹھاتے ہیں تکلیف ہا | گیا غم سے خالی نہیں کوئی ماہ
اگر تیغ کافر سے ہونگے شہید | ابد تک منائینگے عقبےٰ میں عید
حیات خضر مفت میں پائینگے | ہوا باغ فردوس کی کھائینگے
تری مہربانی میں کچھ شک نہیں | قلق سے زبان بند اپنک نہیں
ابھی جان لینا میں کہتا ترا | نہوتا اگر شاق رہنا ترا
کوئی ایسی تدبیر بتلاسے تو | کہ قید ستمگر سے چھٹ جائے تو
کہا رو کے اوس ماہ پیکر نے کیا | بتاؤن میں تدبیر دفع بلا
کہ ہی بات یہ دور امکان سے | کہیں دیو مرتا ہے انسان سے
قوی تر ہر اک دم سے ہوتا ہے دیو | فقط زہر جادو سے ہوتا ہے دیو
اوسے مارنا سخت دشوار ہے | کہ پیک اجل غود خونخوار ہے
دبیگانہ بکری سے گرگ لعین | ہرن شیر کو مار سکتا نہیں
مگر ہان جو زنبور اک نیش دار | بھرا جسمیں ہو سر بسر زہر مار
پکڑ کر اوسے ہاتھ سے بیخطر | کرے شہد میں تر معہ بال و پر
وہ مردم کشی ناک میں چھوڑ دے | سر مدعی نیش سی توڑ دے
جہان گرمی سم کرے گی اثر | پگھل جائیگا شمع سان مغز سر
جو چھینک آگئی موت سی بچ گیا | قیامت کی آفت کریگا بپا
نہ چھینکے تو اوسکا دم نکل جائیگا | جو لگ کے پڑیگا دہل جائیگا

خدا کے لیے جان اپنی نہ کھو ابھی زندگانی سے بیدل نہ ہو
ہوا ہو کے اوڑ جا ابھی تک سحر فراغت سے کر باغ عالم کی سیر
اگر مارنا اوسکا منظور ہے اندھیری ہے شب چاندنی دور ہے
شب غم کی شامت ہوا اوس پہ وار کئی دن سے سوتا ہے بے اختیار
پہونچ جا دھوئیں کی طرح وقت شام کہ ہو کام اوس روسیہ کا تمام
تجھے کچھ نہ پہونچے گا اوس سے ضرر وہ خود مر رہا ہے چراغ سحر
جہان چھوڑ دیگا اوسے ناگہاں حرارت سے ہو جائیگا منہ دھوان
یہ تدبیر خالی نہیں جائیگی تماشا سے غزوہ دکھلائیگی
ترے دست ہمت سے بیشک خدا کرے گا اوسے پائمال جفا
پلا آج ساقی مجھے وہ شراب بڑھے جسکی مستی میں زور شباب
کروں ناک میں دیو بلبل کا دم سر شام دکھلاؤں راہ عدم

جانا وزیر کا دلیری سے خوابگاہ بلبل تک اور مار ڈالنا اوسکا نیش زنبور سے ایک پل میں

وزیر خردمند عالی دماغ یہ سنتے ہی خوش ہو گیا باغ باغ
پسند آئی تدبیر اوسکی کمال کہ بیشک کروں گا اوسے پائمال
مٹا کر زمانے سے بنیاد کین بناؤں گا پیوند خاک زمین
کمان کیانی نہ تیر و تفنگ نہ شمشیر تران نہ گرز و خدنگ
نہ نیزہ نہ برچھی نہ نوک سنان نہ گولی نہ بارود آتش فشان
نہ نشتر شکن کار و برق دم نہ سامان جنگی نشان و علم

نہ زنجیر آہن نہ دار و رسن | نہ جوشن نہ مغفر پناہ بدن
نہ خنجر نہ جمدھر نہ تیغ و تبر | چلا جانب روسیہ بے سپر
گیا جب سر دیو برناگہان | نبا بید لرزان و سرو روان
بھلا خوف کھاتا نہ کیون دیکھکر | وہ دیو جفاکار تھا یہ بشر
وہ بشیر زیان یہ غزال ختن | وہ پیل گران تن یہ نازک بدن
دم آتشین پھونکتا تھا جہان | تپ گرم سے سوکھ جاتی تھی جان
دھوان دھار اٹھتی تھی آندھی سیاہ | پہونچتی تھی گردون تلک گرد راہ
جہان کھینچ لیتا تھا نیچے کو دم | ٹھہرتی تھی آکر درون شکم
بدلتا تھا جسوقت کروٹ کہین | دہل کر سرکتی تھی گاو زمین
عجب زشت پیکر تھا وہ پر ستم | کہ وقت رقم کانپتا ہے قلم
نمایان تھی چہرے سے خوئے فیل | اوڑاتا تھا گردون پہ گرد سبیل
سیہ گوشش بد چشم دندان دراز | دہان زبون تھا دہان گراز
گوزن کہن سے کہین نوکدار | غضبناک ماتھے پہ تھا سینگ چار
ہر اک موی تن تھا وبال نگاہ | کلان بدنما مثل خرس سیاہ
غضب ناخن دست خونریز تھے | کہین ناخن شیر سے تیز تھے
لہو کی طرح دونون آنکھین تھین لال | سیہ تیلیونکے تھے تل خال خال
درخت تناور تھا وہ بد ثمر | کہ تھے دست و پا شاخ و بیخ شجر
فلک سے تھا ہمدوش قد بلند | گران کوہ الوند سے تھا دوچند
طمع سے نہ کی جو بدی پر نظر | خدا کا تھا سایہ پریزاد پر

کہ سب ہے وہ حلوا تھی وہ نازنین / دہن بین تھی شیر سے انگبین
لب شکر افشان بہ از قند تھی / رطب سے مٹھائی مین وہ چند تھی
مذاق زبان تھی نبات و دہن / غذای دل و جان تھا سیب ذقن
تعجب ہی کیونکر نہ کا بدنہاد / کہ حلوی پہ دیتی ہین جی دیوزاد
دہل تو گئی پہلی ہیبت سے جان / کہ یہ تھا ہرن وہ تھا شیر ژیان
زبردست دشمن سے ڈرتی ہین سب / کنارہ زبردست کرتی ہین سب
سنبھل کر پھر القصہ مانند شیر / گیا بر سر گرگ خونین دلیر
شکاری سے بچتا ہی کب وہ شکار / قضا سر پہ ہوتی ہے جسکی سوار
دم خواب وہ فتنۂ تیز دم / لگا بھرنے جب سانس ہی پھر شکم
اوسی وقت زنبور کو بے خطر / دیا ناک مین چھوڑ مثل شرر
دماغ ستمگار مین بر ملا / پہونچتے ہی کی اوسنے آفت بپا
یہ وہی زہر سے نیش عقرب کی مار / کہ گھبرا گیا صاف وہ نابکار
اوٹھی کاسۂ سر مین آگ اسقدر / توے کی طرح ہو گیا گرم تر
لگا اوبلنے مغز سر جوش سے / بہا چربی شمع سان گوش سے
سو لگنے لگی آتش دیگدان / کیا گرمی زہر نے منہ دھوان
یہ سوز درونی ہوا شعلہ زن / بنا آب گرما پسینے سے تن
نہ تھی بنی زشت سوزان تنور / ہوا نار دوزخ کا ہر سو ظہور
یہ در پردہ کی اوسنے نشترزنی / کہ پہونچی اوسے نوبت جان کنی
کئی دن سے تھا بسکہ یہ سن خواب / یکایک جو پہونچا درونی عذاب

او تھا صورت شیر خونخوار پھر ہوا فتنۂ خفتہ بیدار پھر
لگا دینے آزار عاندار کو نہ چھوڑا کسی کو ز موم مار کو
ہزارون شجر جڑ سے ڈالی اوکھاڑ ہوا دامن دشت دوتا اوجاڑ
زمین کھودتا تھا دکھاتا تھا زور مچاتا تھا صور قیامت کا شور
اوڑائی شرارت سے کچھ دیر گرد ہوئی آخرش آتش ظلم سرد
بدن سے لگی آنے مردے کی بو لیا چوس شیر اجل نے لہو
زمین پر گرا سرنگون ناگہان بنا سنگ مرمر کا کوہ گران
تپ مرگ سے بن گیا مردہ فیل بہا دیدۂ تر سے دریای نیل
بنا جب خدنگ اجل کا ہدف ہوئی کلفت سرزمین برطرف
نکل آیا گوشے سے وہ نوجوان جھکا سجدۂ حق مین مثل کمان
بولا کہ پریزاد کو رو برو کہا ای دلارام فرخندہ خو
مبارک مبارک وہ پیل دمان ہوا سوی قعر جہنم روان
مین جاتا ہون اب شاہزادی کے پاس کہ غیبت مین میرے وہ ہوگا اداس
ابھی لیکے ساتھ اپنے آتا ہون مین خدا پر تجھے چھوڑے جاتا ہون مین
یہ کہہ کر گیا شاد خندان وہان جہان جلوہ گر تھا وہ شاہ جہان
سنائی خبر پہلے یہ سرسری کہ ہست خانۂ دیو مین یک پری
چراغ شبستان مہ آسمان جہان گیر خورشید نور جہان
دلارام گلفام رنگین کلام چمن در چمن بو پریزاد نام
بدن حور کا صورت انسان کی ہے زمرد پری باغ رضوان کی ہے

پری کر سکے اوس سے کیا ہمسری وہ دلبند زہرہ ہے یا مشتری
وہان گرچہ ہے کثرت خارزار نہ غنچہ نہ گل ہے نہ باد بہار
نہ نسرین نہ جوہی نہ نازک بدن نہ سنبل نہ داؤدی و نسترن
نہ سوسن نہ نرگس نہ سرو سہی نہ شبو نہ ریحان نہ سیب و بہی
مگر اوس چمن سے وہ گل زمین نمایان ہے کیفیت یاسمین
وہ بلقیس پیکر سلیمان پسند اوٹھاتی تھی دیو لعین کا گزند
نہ گر وہ پنہان ہو چہرے کی آب وگرنہ تھی آئینہ لاجواب
خفا اوس سے شاید ہو چرخ کہن گہن سے ہو خورشید کاہیدہ تن
نہین کان مین اوسکے چہالی مگر برستا ہے خوبی سے آب گہر
نہ بالے نہ بندے نہ جھمکے نہ پھول حقیقت مین تھا انکا ہونا فضول
کہ خوبی سے ہے گل سے بہتر کہین کسیطرح محتاج زیور نہین
لئی ون ہو فرشتہ کی اقبال سے چہوڑا یا اوسے مین نے جنجال سے
گیا وہ جو جیمہ گاؤ زمین کا اوتر سسک کر گیا سب کو وہ گور خر
یہ کی حضرت خضر نے یاوری جو ہاتھ آگئی وہ زمرد پری
رخ نور افشان سے ہنگام شام کری گی اندہیرے مین مشعل کا کام
شہنشاہ اب مثل باد شمال چلین اور کرین سیر باغ جمال
بیان کرکے وصف پری راجب کہا قتل دیو لعین کا سبب
ہوا خوش شہ عالم آرا و چند یہ سمجھا کہ یاور ہے بخت بلند
پکڑ کر پھر اوس نیک اختر کا ہاتھ چلا دیکھنی کو رفیقونکے ساتھ

ملا جا کے پہلے پریزاد سے
کہ بالا تھی قامت مین شمشاد سے

اوسے ساتھ لیکر گیا پھر اودہر
بڑا تھا جہان ظالم خستہ سر

تھا گرچہ مطلق گمان زیان
سراسر تھا بیابان و کوہ گران

مگر دیکھ کر سب اوسے کھو گئی
تب خوف سے نیم جان ہو گئی

پلا ساقیا روح پرور شراب
کہ آباد ہو وسے کا شہر خراب

مسیحا مری حق مین بن جای تو
مزہ زندگانی کا دکھلاے تو

پہونچنا شاہزادی کا مسکن پریزاد مین دشت پر خطر سی اور جلانا مینوچہر کا مددگاری پر خجستہ سیر سے

گیا جب عدم کو وہ شیر زیان
ہوئی بے خطر خاطر تشنہ ہان

بسا دشت سارا دد و دام سے
لگا سونے خرگوش آرام سے

شلنگون سے سب آہوان ختا
لگے چوکڑی بھرنے پھر جا بجا

کھلی راہ بن مین چراگاہ کی
بن آئی ہز و میش و روباہ کی

جو تھی صورت مردہ افسردہ تر
نئے سر سے پھر جی اوٹھے گورخر

ہزیرو تکے مسکن شبستان ہوئی
نئے سر سے آباد میدان ہوئی

سر وست پائی جو گیندڑونکی ہال
بسے جھاڑیون مین گوزن و شغال

پہاڑون سے ہاتھی کی غول آ گئی
گھٹا کی طرح ہر طرف چھا گئی

جہان رہ نوردون کی تھی راہ بند
اوٹھاتی تھے بینا فتی سے گزند

خوشی سے وہان آنی جانی لگے
جرس قافلون مین بجانی لگے

ہزارون نئے یوسف آئی نظر
دل و جان یعقوب و نور بصر

پری زاد کو ساتھ لیکر بہم / چلے سب جوانان عالی ہمم
پھرے جب بہت صورت گردباد / نظر آیا اک شہر مینو سواد
ہزارون مکان مثل ملک فرنگ / بنے تھے سرا و پاکیزہ رنگ
عجب خوشنما صحن بازار تھا / کہ خوبی سے رشک چمن زار تھا
دکانین تھین کان جواہر تمام / زر و لعل و یاقوت سے لالہ فام
مگر گم تھا نظرون سے مثل پری / نشان فروشندہ و مشتری
پریشان تھے سب یونہی نقد و سیم / سر شک یتیمان تھے دُر یتیم
خرابی سے مانند زخم کہن / لہو رو رہے تھے عقیق یمن
زمرد کے سبزے تھے خار نگاہ / ٹپکتے تھے نیلم سے آنسو سیاہ
فقط کہربا ہی نہ تھا زرد گون / تپ غم سے تھا خشک جان کا خون
تباہی برستی تھی پکھراج پر / زبرجد کی حالت تھی اوس سے بتر
جواہر تھے بے جوہری سب خراب / نہ موتی نہ ہیرے مین تھی آب و تاب
عجب ہو کا عالم تھا اوسجا وہان / کہ پیدا نہ تھا آدمی کا نشان
نہ سودے کا چرچا تھا بازار مین / نہ شور نمک تھا نمکسار مین
دکانون مین تھا گو کہ انبار مصر / ہر اک سود و رو یہ تھا بازار مصر
و لے رائگان جنس بازار تھی / کہ محتاج دست خریدار تھی
گذرتا اگر یوسف کاروان / نہ ہوتا خریدار کوئی وہان
در شہر تھا حد سے زیادہ تباہ / نہ فریادرس تھی نہ فریادخواہ
یہ باجون کی بگڑی تھی نوبت وہان / کہ تھا سرنگون کوس گردون نشان

نہ بلبل کے گلشن مین تھی چہچہے | نہ کبک خراماں کے تھی قہقہے
ہوئی غرق بحر تحیر کمال | یہ گلشن چمن کیون ہوا پائمال
دلونکو جلاتا ہی حسرت کا داغ | کیا کس نے اس شہر کا گل چراغ
کہان چل بسے باغبان باغ کی | جو گلبن نشیمن ہوئے زاغ کے
عبث آکے شہر خموشان مین ہم | پھنسے رکھی کنج زندان مین ہم
نہ کابل نہ ایران توران ہے یہ | پرستان ہی یا ملک ویران ہے یہ
نہیں جن سے گھر بیٹھے بچتی تھی جان | وہ چھوڑینگے کب جیتے جی اب یہان
پھری جب بہت چار سو دربدر | پڑی ایک قصر بریں پر نظر
فلک پایہ تھا ہر ستون نکات | نمایان تھی کوٹھی سے سیر جہان
وہ مہتابیان خوشنما تھیں عجیب | کہ خورشید نازل ہی تھیں منقریب
مگر تھا سراپا اوجاڑا اسقدر | کہ روتے تھے ماتم سے دیوار و در
نمایان تھے آثار شامت تمام | خرابی کا عالم تھا بالائے بام
بھرے تھے سب مسکن زاغ و بوم | نحوست کی مہتابیون پر تھی دھوم
محل اپنا پہچان کر وہ نگار | لگی رونے بے ساختہ زار زار
شہ نوجوان دیکھکر اسکا حال | ہوا ذرہ خاطر سے مضطر کمال
کہ کیونکر ہوئی یہ پری دردمند | جو رفعت مین ہی بیستون سے دوچند
ہر دون سے عیان غم کے آثار ہین | خس و خار جو گھٹ پہ انبار ہین
ہر اک برج اسکا ہی برج حمل | فلک سے تھا احتمال خلل
ستم ہی بناکر بگاڑا اسے | بیابانسے بدتر اوجاڑا اسے

الٰہی مرا دکھ بھولائیگا کون
یہ اوجڑا ہوا گھر بسائے گا کون

نہ نسرین نہ نرگس نہ نازک بدن
نہ سنبل نہ سوسن نہ گل پیرہن

جلا کر جو کوٹھے یہ رنگین کنول
دکھائینگے لطف چمن بر محل

کہان سے نظر آیا پھر گھر مجھے
کیا درد مین اور شش در مجھے

فلک کاش مجکو نہ لاتا یہان
جو لاتا نظر مین نہ یہ لامکان

کہان ایسی قسمت جو پھر یکرے
سنون نغمۂ بربط و چنگ و نے

خواصون کے ہاتھون مین ہو میرا ہاتھ
پھرون مثل کبک دری ساتھ ساتھ

چراغون سے روشن ہون مہتابیان
بنے رشک خورشید منزل مکان

بڑھے شمع سے فرش قالین کی آب
بنے چاندنی چادر ماہتاب

وہی دھوم ہو پھر در قصر پر
بجے نوبت عیش آٹھو پہر

صدا کوس کی جائے گردون تلک
دہل جائے دونون سے کاخ فلک

چمن مین نئے باغبان یک قلم
بھرین آکے پھر نونہالون کا دم

پھر دست لاؤن مین کیونکر یقین
کہ آتا ہے پھر وقت رفتہ نہین

نصیبون کا اب جاگنا ہے محال
یہ باتین ہین سب میری خواب و خیال

جلانا ہے مردے کا دشوار سخت
کہین سبز ہوتے ہین سوکھے درخت

مسیحا سے جاتا مرا درد دل
سو وہ چرخ چارم پہ ہین مستقل

جب اسطرح غم سے وہ رشک قمر
بنی شمع گریان در قصر پر

تلاطم اوٹھا چشم پر آب مین
لگے ڈوبنے غم کے سیلاب مین

اوسے دم شہنشاہ گردون سریر
ہوا صورت ناخدا دستگیر

پکڑ کر رہِ خاکساری سے ہاتھ
ور آیا پھر اک قصرِ زرنگاہ
جواہر میں سرتا بپا غرق تھا
یہ رفعت سے ہوتا تھا اوسکو عیاں
پڑا اوس پہ تھا اک جوان مردہ تن
بدن گو تھا پژمردہ سرتا بپا
عقیق یمن لو لوے آبدار
سب انداز شاہی کے تھے جلوہ گر
کلاہِ گدا گرد خواری سے تھا
وہین کا تھا وہ شاہ وارا حشم
اوسی کی تھی بیگم یہ زہرہ جبین
وہ لاشا جوان تخت پر دیکھکر
ترقی پہ سوز و فغان ہو گیا
ہوئی چشم روزن سے انسو روان
سر نعش پر رکھکے سر دمبدم
مین روتی ہون کبسی گھڑی شمع وار
تمہین پر تھی زیبا جہان پروری
بس اب سو چکے خواب سے جاگیے
کبھی ایسی سونے کی عادت نہ تھی

چلا اور جانب رفیقون کے ساتھ
جہان تخت شاہی کا تھا جلوہ گاہ
بیاضِ سحر مطلعِ شرق تھا
زمین پر بھی ہے کرسیِ آسمان
ستمدیدۂ دستِ چرخِ کہن
ولی بر مین تھی پرنیانی قبا
چمکتے تھے بازو پہ خورشیدوار
فقط تاج زرین نہ تھا فرق پر
نہ رنگ سبے آبداری سے تھا
سر تاجدارانِ ملکِ عجم
پری زاد و معشوقۂ نازنین
لگی پیٹنے اور ماتم سے سر
عزاخانہ سارا مکان ہو گیا
چھلکنے لگے ابر سا یہ بیان
یہ کرتی تھی پُردرد بیانِ الم
ذرا اٹھو جاگو مرے شہریار
کریگا مری کون جان پروری
مری بیکسی پر نظر کیجیے
نظر سے چشم مروت تھی

گجر بج رہا ہے گیا وقت خواب
کھڑا ہے در شاہ پر آفتاب

اوٹھو پھر گلے سے لگاؤ مجھے
بہت رو چکی ہوں ہنساؤ مجھے

بھری منہ میں ہے آپکی کیا نبات
جو کھا کر نہیں مجھسے کرتی ہو بات

اکیلا مرا جی اندھیرا ہے گھر
پلنگوں پہ کیونکر کروں گی بسر

کہ جب خواب میں بیخبر پائینگے
پلنگونکی صورت چبا جائینگے

کٹیں ہاتھ چرخ ستمگار کے
تھکیں پاؤں اس گرم رفتار کے

کہ توڑیں مرے ہاتھ کی چوڑیاں
مٹایا جہاں گیریوں کا نشان

فزوں جنکی بجلی سے تھی آب و تاب
ہوئی سبز پوشاک ساری خراب

مجھے بالے پن سے تھیں مطبوع جان
کہاں کھو گئیں کان کی بالیان

تڑپتا ہے دل چھپیوں کے بغیر
کہ حاصل تھی برق درخشاں کی سیر

گلابی مرا افشاں میری کرتیاں
جو تھیں دیدۂ بدگمان سے نہاں

ہوئیں ہاے نامحرموں کو نصیب
مزے لوٹتے ہونگے گھر میں رقیب

جواہر لئے نئی شان کے
مہیا تھے کانوں میں ہر کان کے

ملا نا تھا ماہ جھالے سے آنکھ
جھپکتی تھی بجلی کی بالے سے آنکھ

مرا طوق تھا ہالۂ آفتاب
ستاروں سے بالا تھی جگنو کی تاب

کہاں کھو گئی ہاتھ کی آرسی
کہ منہ دیکھنے کو ترستا ہے جی

مرصع تھیں میری جہانگیریاں
طرحدار مرغوب نورجہان

پری بند و تعویذ و جوشن تمام
بچاتے تھے آسیب سے جو مدام

پری کی طرح گم ہوا اونکا نشان
ہوئے جلوہ دست و بازو کہاں

اوٹھائین جب آہین دم سرد سے
کہ پھر خدا اب کرم کی نظر
پریشان ہے دل گریہ ماہ سحر
پڑا ہے جو یہ نونہال چمن
مزہ ہو اگر تازگی پاسے پھر
نہال چمن جیسے نئی سر سے ہو
یہ سنتے ہی وہ خضر عیسی خصال
دیا جیسی پانی بدن پر چھڑک
ہوا زندہ لیکن نتھا ہوش تن
لگا سوچنے دل مین یون باربار
مگر ہین یہ طرار رہزن بڑے
ہوا کے ایدھر آتے اوڑتی تھی ہوش مل
محل تھی مرے بے ستون سی بلند
تعجب ہے کیونکر یہان آ گئے
مرے در کے دربان تھی وار حشم
کئی دن کی جاگی تھی کیا سو گئے
مکان تھا مرا آفتون سی بری
درآئی درون محل کسطرح
کمند ہوا کسطرح ہو گئے

کہا شہ نے پیر جہان گرد سے
تن مردہ پر آب حیوا نسے کر
چھوڑا دسے اسی درد جانکاہ سے
تن افسردہ مانند شاخ کہن
ہرا آبحیوان سے ہوجاسے پھر
گل اشرفی جامۂ زر سے ہو
ہوا مہربان عاطفت سی کمال
وہ پوسیدہ سر جی اوٹھا یک بیک
کہ جیون چوکڑی بھولتا ہی ہرن
یہ ہین کون قزاق بیگانہ وار
جو ہین قصر شاہی کے اندر کھڑے
جو آسے تو بس دم چورائے خموش
نہ بیم رسن ہی نہ خوف کمند
کہان نردبان برین پا گئے
نتھے دبدبے مین سکندر سی کم
یہ غفلت کہ سب بیخبر ہو گئے
نہ تھا جن کا قبضہ نہ دخل پری
ہوئین مشکلین انکی حل کسطرح
رسا نارسا کس طرح ہو گئے

الٰہی ہوا کیا مرا تخت و تاج ۔ مرا حال کیونکر پریشان ہے آج
بدن زور غم سے گھٹا کس طرح ۔ بڑھے ناخن دست و پا کس طرح
پراگندہ زلف مسلسل ہے کیون ۔ شکن سے ہر اک بال مین بل ہے کیون
سبکدوش بار گران سی تھا مین ۔ بری ہی ہرگز نہ جہان سے تھا مین
مشیرون سی خالی ہے کیون انجمن ۔ اندھیرا ہی گھر گل ہی شمع لگن
گئی فوج و لشکر کے افسر کہان ۔ نشان و علم کا جو گم ہے نشان
نہ آواز نوبت نہ بانگ جرس ۔ نہ فریاد دربان نہ شور عسس
نہ ارکان دولت نہ سامان جاہ ۔ نہ ماہی مراتب نہ فوج و سپاہ
دبا کسنے چوب گران کا گزند ۔ کہ ہے طبل جنگی کی آواز بند
موذن گئی مسجدون کی کہان ۔ اذان ہے نہ مرغ سحر کا فغان
چھری پھر گئی یک بیک سب پہ کیا ۔ کہ یہ وقت اللہ و اکبر کا تھا
قدم باز گھوڑے سے مر کیا ہوے ۔ کہ ہر مثل صرصر سبک پا ہوے
سمند ان خوش رنگ چابک سوار ۔ ہوئی کس طرح اشتر بیمہار
قوی دست و پا شیر نر کیا ہوے ۔ ہرن کرگدن گورخر کیا ہوے
عجب کارخانے کا بگڑا ہے رنگ ۔ پلنگون سے خالی پڑے ہین پلنگ
مرے ہاتھیون کو بنا کر گھٹا ۔ اوڑا لیگئی کیا فلک پر ہوا
کہ شوکت سی تھی مثل کوہ متین ۔ گران ہیچ دامان روئی زمین
تھی خوش انداز طاوس زرین نگار ۔ خرامان تھے چاروطرف کبک وار
کہان پائی شہباز و شاہین کے پر ۔ گئے اوڑ کے مانند عنقا کہ ہر

چمن ہو گئے یک بیک کیوں اوجاڑ
نہ بہاری نہ سنبل نہ بیلے کی جھاڑ

نہ نرگس نہ ریحان نہ جوہی کے پھول
گئے باغبان کیا لگانے کو بھول

زمین پر مرا گھر تھا برج قمر
ستارونکی پڑتی تھی جسپر نظر

جلا سے چمکتا تھا آئینہ وار
نہ تھا نام کو بھی کہیں جا غبار

کنول جھاڑ فانوس سے سب مکان
منور تھا مانند قصر جنان

یکا یک ہوا یہ کیا انقلاب
دہوئین کی طرح ہین جو آب و تاب

ہوئی پست کوٹھون کی تعمیر کیون
کمان ہو گئے جھک کے شہتیر کیون

درون پہ پڑا انبار خاک زمین
چھپے ہوئے ہین تہ گرد نقش و نگین

چھتون سے برستی ہے خاک ستم
کہان ہے مرا کاج یہ باب الم

نہ ٹھاٹھہ کر دن کہ تھے چار سو
زمین پر تھی فرش ارم ہو بہو

بچھی تھی مصفائی چاندنی
خجل جس سے تھی چاندنی چاندنی

ہوا سو گئی شب قالین کدھر
کہ آتی نہین نقش پا بھی نظر

نہالی نہ توشک ہے زیب پلنگ
تہ گرد ہے چادر گل کا رنگ

مسہری چھپر کھٹ کے گدے تمام
کنارون پہ تھا جنکے سونے کا کام

کہان چھپ کے تار نظر ہو گئے
مرے بخت بیدار کیا سو گئے

جگہہ تھی جہان شیشہ و جام کی
نحوست ہے جغد بد انجام کی

غضب ہے کہ قصر اوسکا مسکن ہوا
بجائی ہما سایہ افگن ہوا

نہ ارباب محفل نہ ساز سرور
نہ بوتل نہ شیشہ نہ جام بلور

بھری تھے صبوحی سے جام و سبو
ہوئی کیون تھی ہو گئی بے آبرو

ربط ہو نے پائے کہاں بال و پر
گئی اوڑ کے مثل کبوتر کدھر

گیا دختر رز کو شاید حلال
کہ تھا محتسب اوسکا دشمن کمال

برابر محرم سے ہوتا تاک مین
عجب کیا جو پھینکا ہو خاشاک مین

وہ گلرنگ انگور کی جان تھی
بلند اوسکی ہر پھول سے شان تھی

گل سرخ سے تھی کہین خوب تر
سراسر تھی خون کبوتر مین تر

بلبلونکو بناتی تھی سرخاب وز
کھلاتی تھی ہونٹونکو تیسے عناب وز

روان بخش تھا اوس سے شیشونکا کام
تھی قم سے آواز قلقل کی کم

فلاطون صفت وہ گل شرمگین
ہمیشہ رہا کی شرم سے خم نشین

فقط چاندنی کے سوا ایک بیک
نکلتی نہ تھی دھوپ مین بے دھڑک

نکالے نہ منزل پری پر کبھی
گئی اوڑ کے خم سے نہ باہر کبھی

سدا قید شیشے کے اندر رہی
مصیبت قفس کی برابر سہی

نہ بدظن نہ بدخو نہ تھی جنگ جو
کہاں اوسنے توڑے ہین جام و سبو

خمون مین وہ پھرتی تھی آٹھو پہر
جو کم ظرف ہوتی تو دیتی ضرر

صراحی کی گردن مروڑی کہاں
گلابی سر بزم توڑی کہاں

نہ کشتی کو صرصر کا جھونکا دیا
نہ کاٹا چھری سے کدو کا گلا

نہ شیشے کو پتھر پہ پٹکا کبھی
نہ بوتل نہ کنٹر کو توڑا کبھی

رہی ظرف شکنی سے ہر وقت دور
کہاں کردی چور جام بلور

وہ شیرین صفت خوش سرانجام تھی
سدا عہد خسم سے نیکونام تھی

ملاتی تھی جب منہ حبیبونسے لب
چمک اور اوٹھتی تھی بزم طرب

جماتی تھی محفل مین رنگ نعیم
ترقی پکڑتے تھے سب اگر نگر
کیا اوسکو رندون نے بدنام مفت
جو در پردہ سے لے کے رہتے مدام
حقیقت مین کرتے تھے بدمستیان
زمین پر ہین یا آسمان پر ہین ہم
نہ مسجد نہ کعبے سے رکھتے تھے کام
اگر پاس حرمت کا رکھتے خیال
جھجھکتی نہ شیخ و برہمن کبھی
سدا منہ لگاتے صفائی سے روز
پری سے تھی وہ مجکو بس جی لذیذ
کہ ہمچشم صہبا پرستان نہ ہو
نہ چھیڑی اوسے بے محابا کوئی
یہ ناوان لڑکین سے بیہوش ہے
نہ لگتا ہی حرمت مین بٹہ کہین
کہین نیر گردون کو نہ دی منہ بھری
سیاہی کی سونے پہ تہمت ہو کیون
سیہ رنگ کیون سرخ کندن نمو
مرے ورد و لکی تھی میٹھی دوا
بڑہاتی تھی عشرت گھٹاتی تھی غم
خوش آتی تھی مستون کو آواز جنگ
ہوئی بدگمان اہل اسلام مفت
کبھی زاہدون پر نہوتی حرام
نہین سوچتا تھا کہ ہم ہین کہان
تہ خاک یا لامکان پر ہین ہم
سوئے میکدہ پھیرتے تھے سلام
ہر اک قوم کے واسطے تھی حلال
کراہت سے دھوتی نہ دامن کبھی
اوڑاتے مزے آشنائی سے دور
مین شیشے مین رکھتا تھا اس سحر پیر
سر بزم ہمدوش مستان نہ ہو
لگائی نہ دامن مین دہبا کوئی
جوانی مین اب بر سر جوش ہے
خیال اوسکو کھوٹے کھرے کا نہین
بگڑتی ہے ٹانکے سے چاندی کھری
کسوٹی پہ گھسنے کی نوبت ہو کیون
کھوٹائی سے بدروپ آہن نہو
کہ تلخی تھی اسکی بہت خوش مزا

اہاں پاؤں چومنہ لگاؤں اوسی — عروس شب فتنہ بناؤں اوسی
رہوں صبح تک شوق سے لب بلب — کروں اوسکو ہمدوش عیش و طرب
ازل سے جہان مین ہی توقیر مے — ہراک شے سے بہتر ہی تاثیر سے
نہین نقص اسمین کسی روسی سے — فزون نفع مین نوشدارو سی ہے
مٹاتی ہی دم مین شکست جگر — کہین مومیائی سے ہی خوبتر
بہرکیف پینے مین ہے خوشگوار — جو نقصان سو فاید سے مین ہزار
ہوا جب پریزاد پر یہ عیان — کہ ہے سخت حیرت مین آئینہ سان
شتابی لبون سے قدم چوم کر — کہا اے مرے شاہ عالی گہر
کرون گر خرابی یہان کی بیان — تو ہون گے ملول اور شاد جہان
کہ اک دیو بدخصلت و زشت نام — جفاکار خونخوار بلعل تھا نام
سر شام مانند دود سیاہ — در آیا دھوان بنکی روزن کی راہ
کیا اسقدر رعد سان شور و شر — کہ شق ہو گئے سب مکانونکی در
یہ ناحق سے کی اوس نے آفت بپا — ہوئی شیر نر ڈر مین مبتلا
نہ ہاتھی بچے اور نہ گھوڑے بچے — گئے بھاگ کوسون جو تھوڑے بچے
پلنگون کی جان اوس سی گھبرا گئی — تن گور پر مردنی چھا گئی
پڑے تھے جو بے بس کہڑونمین شیر — ہوئے خود بخود مر کے مٹی کے ڈہیر
لگا مارنے سبکو جو بے خطا — غزالون نے لی راہ دشت خطا
شغالون کے طوطے اوڑے ہوش کے — اوٹھے کان وحشت سی خرگوش کے
ہوی گورکی سب سے مٹی خراب — فشار لحد کے اوٹھائے عذاب

جو چیتو نکی ہوتی ہے پتلی کمر
ملی بھاگنے کی نہ مہلت اونہین
چھپے غار مین اپنے اژدہے
غضب کی تھی چارو طرف اسکے آگ
گیا آسمان پر جو شور و خروش
گیا طائران ہوا پر عمل
گرجتا تھا مانند رعد اسقدر
فلک پر پریشان ثوابت تھے سب
گرا اوسکی ززو زون پہ تھی مشتری
یہ تھا خوف سے حال چرخ بریں
اوٹھاتا تھا جسدم صدا وہ بلند
یہان تک تھی محلون کی دیوار و در
ہوئی آستان بوس دیوار و بام
چھتون پر ہوا بار کوہ گران
مکانون مین و سدن تھی بجلی پڑی
اوٹھا غل جو زنجیر کا ناگہان
یہ صدمی مین سب مبتلا ہوگئی
ہر اک و سہ یہ تھی آفت رستخیز
ہوئی بے نشان سیکڑون شہ نشین

پلنگون پہ سوتی تھے آٹھون پہر
ہوئی اور بھی سب سے ذلت اونہین
تہ سنگ مرمر کے بیدم سے ہے
گئے دشمنی بھول طاؤس و مار
اوڑی جرہ و باز و شاہین کی ہوش
گئی جان زاغ و زغن کی نکل
سرافیل تھے دم بخود چرخ پر
قیامت کے آثار ثابت تھے سب
بدن پر تھی خورشید کی تھرتھری
لرزتی ہے جیون لرزتی زمین
پہونچتا تھا برج حمل تک گزند
خلل آگیا سب کے آثار پر
کلس گر پڑے گنبدون کی تمام
ہوئی جھک کی شہتیر جیسے کمان
کہ تھی ہر گھڑی پر مصیبت کڑی
ہوئین چور کھٹکے سے سب جوڑیان
کہ چوکھٹ سے بازو جدا ہو گئی
مچاتے تھے اوتر تنگ شور بریز
جو باقی ہین تھوڑی وہ ہین بی مکین

گئی ٹوٹ دیوار و در کی کمر / ستون بن گئے جھک کے محراب در
وہ دن تھا غضب تیغ و آفت کا دن / مصیبت صعوبت قیامت کا دن
ہوئی شہر میں ابتری اسقدر / کہ سب گھر کے گھر سے زیر و زبر
بچے جو وہ باہر رواں ہو گئے / در و بست خالی مکاں ہو گئے
گئے بھاگ شمشیر زن پہلوان / بجا فوج میں ابتری کا نشان
جماعت جدا ہو گئی فرد فرد / ہوئی پھوٹ کر جا بجا ہو جو پیر کی مرد
پڑی ہار کی کار جو بے سبب / ہوا رنگ بے رنگ لشکر کا سب
ہوئی فوج کے لوگ بیدل بہت / باٹنا تھا پانسے کا مشکل بہت
ہزاروں سپہدار شمشیر زن / کہا ندا رہے ارنا و کرت ن
دلیر و غنا ترک و روم و خطا / سیہ فام زنگی قوی دست و پا
غزال ختن کرگدن شیر نر / سیہ گوش گرگ کہن گور خر
ہوئی اوس پلنگ نے مانس ہلاک / بنے مردہ در گور سب زیر خاک
نہ چھوڑا کہیں لونڈیوں کا پتا / غلاموں کو میلا پر تنگ حنا
نہ نسرین کو چھوڑا نہ شمشاد کو / نہ نازک بدن کو نہ فولاد کو
شہ نو کو بھی نے سے کے جانی گزند / دکھایا تھا جنت کا قصر بلند
رہا جیتے کوئی مرا سر پرست / جدا ہو گئے بازو پا و دست
اوٹھا کر مجھے مثل گل ہاتھ پر / اوڑا لیگیا قصر سے بے خطر
دیا دو برس مجھکو رنج عظیم / فقط حافظ جان تھا رب کریم
کہوں کیا جو مجھ پر مصیبت ہوئی / شب غم کی ہر وقت شامت ہوئی

ہزارون ہی صدمے جگر پر دیے — ترستی رہی آب و نان کے لیے
نہ خود گندم و جو سے رکھتا تھا کام — نہ مجکو دکھاتا تھا روے طعام
فقط گھاس دیتا تھا کھانے کو روز — ترستی تھی ایک ایک دانے کو روز
سدا بے شکر شیر مرتی رہی — نمک کے لیے شور کرتی رہی
ہمیشہ رہی مثل شمع لگن — کف دست میدان مین عریان بدن
بجاے سمور و حریر و کتان — سرشکون سے اوڑھتی آب و تن
جو تھی ننگے پن سے مجھے ننگ و عار — چھپاتی تھی پتون سے جسم نزار
کھڑے ہین جو یہ پنجتن دو بدو — انھین نے بچائی مری آبرو
دکھایا مجھے پھر سواد وطن — بسایا نئے سر سے اوجڑا چمن
مسیحا صفت از رہ التفات — دوبارہ شہنشہ کو دی پھر حیات
دیا تھا مجھے جس نے رنج گران — کیا اوس ستمگر کو بھی بے نشان
جہان جا نہ سکتا تھا کوئی بشر — بشر کیا کہ جلتے تھے پریون کے پر
وہان بس گئے باز و طاؤس و زاغ — درختون پہ رہتے ہین خوش باغ باغ
فرستادۂ خضر ہین لاکلام — کہ پاس انکے ہے آب حیوان کا جام
شتابی سے اوٹھکر قدم لیجیے — کمر بہر تسلیم خم کیجیے
سنی سرگذشت اپنی جب دم تمام — ہوا مینو چہرا اونکا دل سے غلام
سمجھکر اونھین عیسی چارہ ساز — بجا لایا آداب عجز و نیاز
لطافت سے واکر کے درج دہان — ہوا شکر منت سے یون درفشان
کہ ہون گرچہ شاہنشہ نامدار — ہے از مصر و کنعان تلک ہی حصار

کرونگا تمامی تمہاری مگر — نہ رکھونگا شاہنشہی پر نظر
پلاکر مجھے آبحیوان کا جام — سنے آپ خضر علیہ السلام
اگر از رہ التفات و کرم — جمائیں یہاں کچھ دنوں تک قدم
نئے سر سے پھر شہر آباد ہو — جواب گلستان شداد ہو
کھڑے ہوں مقابل سے سرو بلند — لب جو بنے باغ قیصر پسند
درختوں کو لا کے سب باغبان — کریں باغ طیار ایسا یہان
کہ ہوں قیصر روم و فغفور چین — دل و جان سے اوس باغ کی خوشہ چین
جسے لطف سبزے کا چار اطراف — کرے طعنہ مخمل پہ رنگ علف
سجے جائیں جھاڑوں سی سایہ کنان — فرح بخش بنجائیں سب کوٹھیان
مزہ جشن جسم کا جسے چار سو — بنیں رونق بزم جام و سبو
گلابی مئے سرخ سے ہر زمان — دکھائے بہار گل و ارغوان
رہے جوش مے گل سے ناب پر — بطسے کرے طعنہ سرخاب پر
لب جو بجے رات دن جل ترنگ — سنے قلقل شیشہ آواز چنگ
مزہ دختر رز کا ہر سو رہے — روان کشتئے مے لب جو رہے
وہ سب بے وڑ و ہو کٹوروں میں شراب — کہ ہو جام سے ساغر آفتاب
غرض اب کئی عیش و عشرت میں اوقات — دوبارہ مجھے دی خدا نے حیات
رہی شام سے صبح تک دھوم دھام — نہ لے شمع سان کوئی رونے کا نام
جو تھی شاہزادے کی ہمت بلند — ازل سے تھا فرزانہ و ہوشمند
کیا تھوڑے عرصے میں وہ انتظام — کہ حاضر ہوئے آکے سب خاص و عام

ملا بے نشانوں کا وہ بے نشان / پھریرے علم کے ہوئے پھر عیان
دیا پھر خدا نے وہی اوج موج / ہوئی جمع پھر موج در موج فوج
نئے سر سے آباد گھر ہو گئے / چراغوں سے برج قمر ہو گئے
پڑی تھی جو خاموش شمعِ لگن / زبان بن گئی پھر سرِ انجمن
بدستور سابق درِ شاہ پر / لگی بجنے پھر نوبت آٹھوں پہر
پلا ساقیا مجکو صہبای عیش / کہ آئے نظر ہر جگہ جامِ عیش
کروں مستی میں سیر دیار / سنوں جا کے کیفیت شہریار

مستعد ہونا پریزاد کا واسطے تلاش مہربانو کے اور بیان کرنا راگ راگنی کا واسطے دل چسپی شاہزادے کے

کروں کیا بیان شاہزادے کا حال / گذرتا تھا جو اوس پہ رنج و ملال
مہیا تھا ہر چند ساز سرور / مے و شیشہ و نقل و جام بلور
مغنی خوش آہنگ شیریں دہن / پری چہرہ دلبند شکر شکن
قبائے زر افشان کلاہ بلند / سہی سروان فیل و تازی سمند
شکر شیر حلوا غذائے لطیف / طعام بہین میوہ ہائے لطیف
خیالِ صنم تھا جو پیش نظر / نہ ہوتا تھا مایل کسی چیز پر
ستے شاد وے بے بادہ خوار کب / خوش آئی شب ماہ بے یار کب
کسیکو نصیب فرقت کی ہو چاہ / یہ ہے چاہ بابل خدا کی پناہ
پڑا آسیب ہے آب ہی یہ کنوان / بنے کس لیے یوسف کاروان
کبھی مثل ہاروت مائل نہ ہو / کوئی قیدِ چاہ بابل نہ ہو

غم عشق سے دل جو جلتے ملا
جنون جگر سوز سے بیکنار
بساط اسیری پہ بیٹھا ہوا
مصیبت کل تھی و فریاد کی
پریزاد جو از رہ دلبری
ہوئی اوس شہر میں گلفشان
وہا طبع نازک کو کس سے ملال
اگر پاؤن سوز درون سے خبر
دوا سے ہی ممکن کہ ہو چارہ گر
کہا شاہزادے سے کہ اے غمگسار
تہی دل سے بہت درد ہوگا تجھے
مرے سینۂ خندان کا ہوگا یہ حال
شب ہجر روتا ہے روتا نہین
کبھی دل میں دالی ہوئی آنکھ گر
مگر تو جو ہمدرد و غمخوار ہے
کہ اک دن وطن میں اب جو ہوا
اوسی وقت پایا اسے آپہ زان
سوار اوس پہ تھی ایک نسرین
سہی سرو باغ جوانی تھی وہ

ہزارون ستم آسمان آشنا
غریب سے ... یک ہے جسکا شمار
اوچھلتا نہیں پاس کا ڈوبا ہوا
بچا ہے دل ابتلا ... کی
بچا لی ... نہ پڑی
کی محفلین ... خاطر شاد ...
جو راحت پریشان کا ہے یہ حال
کرون اک دفعہ میں بیرونی سیر
زبان پر نہ کہنے سے بڑھتا ہے غم
سناؤن اگر اپنا احوال زار
بڑھیگا اسی دم سے کھٹکا تجھے
کہ ہر دم مری عاقبت تنگ ہے
رفو تار سوزن سے ہوتا نہین
نمایان ہین آثار ناسور کے
بیان سے نہین ... انکار ہے
سر شام میں کھیلتا تھا شکار
ہوئی ناگہان ایک نسبت عیان
صفائی سے تھا جسکے منہ شمع ...
گل گلشن زندگانی تھی وہ

[illegible] خوشی [illegible] ال
[illegible] اہل [illegible]
[illegible]
[illegible] عشق [illegible]
[illegible]
[illegible] گل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
زمین ایسے [illegible] گلال
چلیں [illegible] کی ایسی پچکاریاں
[illegible] بلبل [illegible]
[illegible]
[illegible] گل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] ہر وقت [illegible] خیال
[illegible] شغل [illegible] چمن
[illegible]
[illegible]
[illegible] باغ ارم کی بہار
[illegible]
[illegible]
[illegible] گل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سفر میں غریب [illegible]
[illegible]
[illegible] تنہا سفر
[illegible]

سر شام ہے یاری ناخدا — اوڑا تی ہے ٹھنڈی ہوا کا مزا
لب گنگ اشل بنارس جہان — ملے شہر ہم رنگ باغ جنان
وہین ہوگا اوس گلبدن کا وطن — کہ پھولون کا ہوتا ہے مسکن چمن
اگالاسے جو اس پتے سے خبر — کرون گی اوسے صاحب مال و زر
پلا ساقیا وہ مے آتشین — جو ہو دارو ئے درد جان حزین
اوڑون اوسکی مستی مین مثل ہوا — لگا لاؤن رشک چمن کا پتا

جانا پیرزن کا پیروی پریزادسی حسن آبادمین اور پتا پانا مہر بانو کا زن گلفروش سی اور ملنا خلخال زرین نگار معشوقہ کی شاہزادی گوشکم ماہی مین

ملی بعد مدت کے اک پیرزن — جہان گرد سیاح دور زمن
نظر بازہ چون شیشۂ دوربین — خدنگ کمان سیر باز زمین
سبک رو سبک خیز چابک روان — تگ اسپ رہوار گردروان
غزال سبک گام دشت خطا — سمند قدم باز باد صبا
کشایش دہ غنچۂ تنگ دل — شگفتہ کن خاطر مضمحل
ہواے سبک خیز برق طپان — سحاب فلک سیر آب روان
خرد مند خوش طبع دانش پسند — بر آرندۂ حاجت مستمند
دواے تپ دق علاج دروں — طبیب دوا ساز درد جنون
غذاے جگر قوت جان حزین — دلارام ہمدرد خلوت گزین
شفا بخش بیمار چشم صنم — سرور غم آلودگان ستم

وفادار غمخوار غم دیدگان — تشفی دہِ جان رنجیدگان
انیس شب ہجر عاشق نواز — ہوا خواہ جان جہان چارہ ساز
رفیق ستم دیدگان زمن — شفیق گرفتار رنج و محن
عصائے زمان دستگیر جہان — پرِ بے پران قوتِ ناتوان
رفو ساز و مرہم نہ زخم دل — تسلی دہ خاطر مضمحل
سبک رو تھی جو مثل مرغ کمال — پہونچتی تھی کوسون بہ رنگ خیال
پریزاد سے لیکے زاد سفر — نبی بہر گلگشت باد سحر
لب بحر سنتی تھی کشور جہان — پہونچتی تھی مانند آب روان
کوئی شہر آباد روئے زمین — بچا ڈھونڈھنے سے نہ اسکے کہین
دیار عرب سے عجم تک گئی — صبا بن کے باغ ارم تک گئی
تلاشی کو ملتی ہے دنیا کی شے — مثل ہے کہ جوئندہ یابندہ ہے
پھری جب بہت مثل گرد روان — کسی کاروان سے ملا یہ نشان
کہ اک شہر ہے حسن آباد نام — جہان رشک یوسف ہین لاکھون غلام
لب بحر خوبون سے آباد ہے — جواب ارم رشک نوشاد ہے
جہازون کا ہے جابجا یہ ہجوم — خجل جس سے ہے ساحل بحر روم
بتان فرنگ اونپہ ہین جلوہ گر — جو کرتے ہین پانی مین پیدا شرر
تفنگون سے مانند برق طپان — نہنگون پہ رہتی ہین آتش نشان
یہودی مجوسی نصارا تمام — جہازون پہ ہین جلوہ آرا تمام
عیان ساحل آب دریا ہو وہ — نہ ہارس لب گنگ گویا ہو وہ

حقیقت میں وہ شہر مینو سواد
ارم سے جو خوشتر تھا آباد و شاد

پہونچ کر بزنگ صبا جا بجا
لگی ڈھونڈھنے اپنے گل کا پتا

بنی جب نسیم سحر چار سو
کھلی آخر اک روز اوس گل کی بو

کہ ہے برج شاہی میں اک رشک ماہ
درخشندہ خورشید انجم نگاہ

حسین زہرہ وش مہربانو ہے نام
پری رو فریب دل خاص و عام

سر شام دریا پہ مثل حباب
سبک سیر رہتی ہے بالائے آب

چلاتی ہے بجرے کو بے ناخدا
کسی سے وہ ہوتی نہیں آشنا

تلاطم سے موجوں کے ڈرتی نہیں
لب آب دم بھر ٹھہرتی نہیں

سدا منزلوں مثل آب رواں
پہونچتی ہے یکدم میں جو بادبان

جو نکلی تھی سیر چمن کے لیے
بنی مالن اوس گلبدن کے لیے

نئے پھول لا لا کے شام و سحر
لگی بیچنے چوک میں بیٹھ کر

ترو تازہ کیا کیا ہمیشہ بہار
بناتی تھی بیلے چنبیلی کے ہار

کہ دیتے تھے کلیوں پہ جی مشتری
بہو لہر سمجھتے تھے سب جوہری

جمائی تھی پھولوں کی جس جا دکان
قریب اوسکے رہتا تھا اک باغبان

قد و قامت اوسکا تھا سرو بلند
کہ تھا باغ شاہی کا وہ نخل بند

حسین اوسکی عورت کہیں اوس سے تھی
در باغ رضوان کی سوبج لکھی

جہاں پھول چننے کو جاتی تھی وہ
سر گل چمن میں جھکاتی تھی وہ

ہمیشہ اوسی ربط گلشن سے تھا
ہر اک پھول کم البتہ خوابن سے تھا

غلام اوسکے سر گلستان تھے سب
ہوا خواہ صد برگ ریحان سمن سب

حقیقت مین تھی سب سے وہ سرفراز کہ رہتی تھی مجنون سے حال نیاز
نبھا کر سدا مہربانو کو یار بڑھاتی تھی چہرے کی دونی بہار
ہوئی اوس سے مصروف لطف اسقدر کہ پیدا کیا لطف شیر و شکر
سدا میٹھی باتون سے رکھتی تھی شاد کھلاتی تھی مصری براے مراد
کسی دم نہ رہتی تھی باتون سے بند دہان و زبان سے اوگلتی تھی قند
وہ رنگین کہانی سناتی تھی ورند زن باغبان پھول جاتی تھی ورند
نبدھا خوب جب آشنائی کا ڈھنگ جمایا پھر اس طرز سے اپنا رنگ
کہ ای مہربان چارہ ساز من شفیق انیس دغم بیدا نوطن
برستا ہے برسون سے ابر بہار ہرے ہو گئے سیکڑون کشت زار
بر انخل امید زیر فلک نہ پھولا پھلا مہر وسان ابتلاک
نئے رنگ مے رنگ پھولو نکے ہار بناتی ہون مین بیش قیمت ہزار
کہان تک نگاہین رہین غنچہ سان دکانین بہت ہین خریدار کم
ملادے اگر مہربانو سے تو گھٹے فکر سودا بڑھے آبرو
زن باغبان تھی جو برسونکی یار ہوئی گلفشان جب بصد انکسار
اوسی دم گئی ساتھ لیکر وہان جہان جلوہ گر تھی وہ جان جہان
کیا بے خلش اپنا مقصد حصول پیئے باغ معنی کے آنکھونسے پھول
بڑی دیر تک مثل ابر بہار اوڑاتی رہی لطف روئے نگار
ہوئی پھر محل سے یکایک روان ہوا بن گئی سوئی شاہ جوان
گئی دن مین جب مثل باد سحر نبی جاکے وہ قاصد خوش خبر

ہوا اس قدر مائل اضطراب / کہ صبر و سکون کر گئے پا تراب
اوسی وقت سے تھا خیال سفر / کمر بند سے کس چکا تھا کمر
سمند ہوا دار تھا زیر ران / رکابون مین پا ہاتھ مین تھی عنان
کھڑی تھی پری زاد پیش نگاہ / ہوئی یون لب عرض زن وہ ثنا عذر خواہ
سفر کے لیے آج اچھا نہین / قمر برج عقرب مین ہو جانشین
زحل سے نہ ثابت ہے یاری گری / نہ زہرہ موافق ہے نے مشتری
نظر آئی عسدم بیاض سحر / چھپے چشم مردم سے نور قمر
سوے غرب مانند مہر منیر / چلین شرق سے شاہ گردون سریر
ٹھہر جایئے اب نہ گھبرایئے / یہین آج دل اپنا بہلایئے
لب جو بنین مچھلیون کی کباب / چلے شام سے دس بجے تک شراب
ہوا باہم سمتا عقل خداداد سے / ہوا خوش کلام پری زاد سے
اوسی وقت دریا پہ بہر شکار / گیا اسپ گلگون پہ ہو کر سوار
خدا مہربان تھا جو اوس ماہ پر / ہوا ایک مچھلی کا اوسی گذر
شنائی مین تھی کوہ سے ہمشکوہ / گرانی سے جسکے دہلتے تھے کوہ
تہنگون کا کرتی تھی دل بیقرار / مگر سو مین سب اوس سے کھاتی تھی خار
پکڑنا تھا دشوار اوسکی مگر / قضا آئی تھی پھنس گئی دور کر
لکھا تھا جو قسمت مین ہونا ہلاک / کیا جیسے طباخ نے پیٹ چاک
نکل آئی الک اوسمین خلخال زر / جواہر سے تابندہ مثل قمر
نگین اوسکے دیتے تھے انجم کو داغ / جڑے تھے کئی گوہر شب چراغ

دوبالا تھی بجلی جو بھی آب و تاب | مگر برج ماہی کی تھی آفتاب
جو خوبی میں تھی نادرِ روزگار | ہوا غرق حیرت سے شہ نامدار
بولا کہ ایسی پیرزن کو وہین | کہا دیکھ تو اسکے لعل و نگین
یہ خلخال ہے کس دل آرام کی | نشانی ہے کس نازک اندام کی
جواہر ہر اک اسکا نایاب ہے | یہ وہ نور سے ہم نور و مہتاب ہے
یہ سنتے ہی خوش ہو گئی پیرزال | لگی کہنے شہ سے گرامی نیک فال
خوشی سے منائیو شہنشاہ عید | یہ خلخال روشن ہے ماہِ سعید
بس اب یوسفِ کاروان ہے پھیر | سوئے مصر گر ہو روان ہو پھیر
شگونِ نکو رہبرِ راہ ہے | مددگار بخت شہنشاہ ہے
غلاموں پہ ہے فضل رب العباد | تمہیں لائیگا جلد شخصِ مراد
پلا مجھکو ساقی مئے پرتگال | کہ ہے شہر جانان کا مجھکو خیال
فلک سیر ایسی ہو جو بیڈ تک | دکھائے مزہ حسن آباد تک

پہونچنا شاہزادے کا ساتھ اون چاروں فقیرون کے حسن آباد میں اور بھیجنا پیر مرد کو واسطے پیام شادی کیطرف خضر علیہ السلام

موذن نے دی جب اذان سحر | بجا صبحدم کا جہان میں گجر
زبان سے ہوئین بلبلین گلفشان | شکر خا دہن سے ہوئین طوطیان
اوٹھایا سو شور مرغ سحر | بجے کاروان میں درائے سفر
صبا نے کیا خندۂ گل پسند | ہوئی آنکھ شبنم کی رونے سے بند
چھپا عکس خور سے ستاروں کا نور | ہوئی ظلمت شب نمانی سے دور

ہوا دیدۂ کیک سے مہ نشان / کئی چرخ سے رونق کہکشان

ہوا پیدا اوسی شاہ رونق قطار / کھلے دیدۂ باز جب شرمسار

جو تھا شوق شاہ سے پیدا رکاب / کھڑے تھے وہیں شاہ عالی جناب

ہوا سوی ملک تتمہ باد پا / چلے جس طرح جانب گل صبا

نہ لشکر نہ افسر نہ تھا گرد ار / فقط پیرزن ساتھ تھی وہ چار یار

مہینوں میں آخر ہرا ہی مراد / نظر آیا شہر تتمہ کا سواد

قریب اوسکے اک باغ تھا شہر کا / ترو تازہ شاداب بابرگ و بار

جہاں اور تھے لالہ و یاسمین / پہ سرو رواں بھی ہوا جاگزین

تمدخوش تھا اسپ جو موزون تمام / ہوئے سرو شمشاد ساری غلام

ہوا وارد باد صبا ہو گئی / فضائے چمن جانفزا ہو گئی

وہاں سے اوڑی پھر زن باوفا / ہوئی داخل شہر شل ہوا

جہاں میں سک میں بیٹھتی تھی وہ آ / جہان پھر اپنی گلون سے دکان

ہوا اوس سے بازار آباد پھر / نیا غیرت باغ شداد پھر

نسیم سحر آنے جانے لگی / شمیم گل تر سونگھانے لگی

جب آیا قریں موسم نو بہار / لگا پھولنے ہر طرف لالہ زار

جو تھی اوسکی ہمدم زن باغبان / گیا جا کے اوس سے پھر اک دن بیان

کہ بانون کے ہاتھوں مجھی جسقدر / ملا تھا بدولت ترے مال و زر

وہ سب آج تک صرف میں آ گیا / تماشا ہوائی کا دکھلا گیا

محل تک جو ہو پھر رسائی مری / مٹے روز کی بے نوائی مری

عجب کیا جو سوتے ہی وہ سیم تن | نہ آسکے مجھے پھر سنبھال چمن
بیان اوسکا سنکر زبان کانو برش | ہوئی صورت غنچہ قمچہ دم خموش
کیا پھر یہ افسردگی سے بیان | وہ کیفیت گل بیان اب کہان
کئی روز سے بیکلی گل کو ہے | غم تازہ شیون سے بلبل کو ہے
پریشان ہین سب سوسن و نسترن | اوداسی سے بن سنکتے ہین چمن
کہ اک روز فجر سے پہ دوگانہ ادا | سر شام ہوتی تھی تنہا سوار
مرصع ہوا ہر سے تلخال زر | جو پہنے تھی پاؤن مین وہ سیمبر
خدا جانے ازراہ سے تھا کیا اضطراب | ہوئی چھوٹ کر یکبیک غرق آب
اب اوسدن سے ہی تنگ ترا سقدر | کہ کرتی نہین سوے دریا نظر
سمجھتی ہے خاک آبرو آپکی | تہ دل سے دشمن ہے گرداب کی
وہ خلخال کیا تھی کہ تھی روح تن | جواہر تھے سب اوسکی کاری کے بن
کہین ہالہ مہ سے بہتر تھی وہ | گہر سے درخشندہ گوہر تھی وہ
جڑے تھے جواہر عجب برق دم | نہ تھا کوئی ڈاک اوسکا ہیرے سے کم
وہ نیلم تھا خوشرنگ جس پہ نگین | کہ تھا چرخ فیروزہ گون شرمگین
رولاتے تھے خون گل کو لعل یمن | زمرد کے سبزے تھی رشک چمن
جواہر جو تھے اوسمین نایاب تھی | حقیقت مین مہر جہان تاب تھے
نتھا اونکا پیدا کوئی مشتری | تحیر مین قیمت سے تھے جوہری
جو مطبوع تھی بال پن سے اوسے | سمجھتی تھی خوش جان و تن سے اوسے
کمال اوسکے جانے سے ہو پر ملال | کہ عالم مین تھی شکل خوب بے مثال

کبھی دن سے چپ ہے وہ غنچہ دہن — یہ کیا ڈر کہ منہ سے نکالے سخن
لبوں میں ہی آلودہ گویا نبات — خواصوں سے کرتی نہیں کھلکے بات
ہنسی بھی نہیں ہو غصہ پر بہر نام — تکلم تبسم ہیں دونو حرام
پہنتی ہے بدھی نہ بیلے کے ہار — نہ چنبیلی کے پھولوں سی کھاتی ہی خار
نہ رکھتی ہے آئنہ پیش نظر — نہ کرتی ہی آراستہ موی سر
ہوئی یکقلم ایسی زار و نزار — کہ تحریر سرخی کی ہے ناگوار
کبھی گل تھی افسوس بلبل ہی اب — پریشانی دل سے سنبل ہی اب
غرض بیکلی سے ہی بیدل بہت — حضوری ہی اب وسکی مشکل بہت
جو خلخال ملجای غم بھول جا — خوشی سے ابھی مثل گل پھول جا
خدا جانے وہ نادر روزگار — کہاں ہو تہ قعر گرداب خوار
نگل اوسکو مچھلی گئی یا مگر — کہ غواص سب تھک گئے ڈھونڈکر
کسی میں نہیں اتنا یاتی ہو دم — جو موجوں کی پیہم اوٹھائی ستم
بہے آشنا صدمۂ آب سے — نکالے اوسے قعر گرداب سے
اسی سے وہ گل ہمدم درد ہے — برنگ گل اشرفی زرد ہے
کرم شاہ نے مطلق اپنا کری — وہی چاہے تو اوسکو اچھا کری
جو تھی پاس اوسکے دوائی مرض — یہ سنکر ہوئی شاد وہ خود غرض
کہ بیشک ہوا فضل پروردگار — یہ خلخال ہے وجہ پابوس یار
پہونچ کر در باغ پر شادمان — کیا از رہ مصلحت یوں بیان
کہ اس باغ سے اب نکلجائیے — ہوا دشت کی کچھ دنوں کھائیے

ہزاروں یہاں آتے جاتے ہیں غیر / عدو سے ذرا بھی دشمن کا نہ خیر
نہ پہونچے جہاں دخل اغیار کا / کسیطرح کھٹکا نہ عیار کا
وہیں سے کرو تیر تدبیر سر / نشانے کی لیں [illegible] اور پر خبر
نہو احتیاج کمان و خدنگ / ظفر یاب ہونگے میں بے تفنگ
جو تھی مصلحت اوسکی دانش پسند / خرابی سے عمار کے بے گزند
اوسیدم اوٹھے سب جمیں را ہی / نہ ہموطن دشت میں تا سحر
نہ کھٹکی ذرا بھی دد و دام سے / لگے رہنے جنگل میں آرام سے
شب و روز کرتے تھے باہم صلاح / کہ [illegible] اندر روئے فلاح
مہینوں سے پھرتے ہیں جنگل میں ہم / او [illegible] میں [illegible] شیدونکے ستم
زبس عقل و دانش سے تھی بہرہ ور / یہ سمجھی [illegible] گویا گہر
کہیں ساتھ جو پیر دیرینہ سال / [illegible] سپہر [illegible] فرخ خصال
پہونچکر یہ پدر جسم ہی پیام / کہی بعد تقدیم رسم سلام
کہ ہر چند میں مرد گمراہ ہوں / ولے خادم خضر ذی جاہ ہوں
خدا کا کرم مہربان تو یہ ہے / علی کی مدد دست و بازو یہ ہے
برسم وره خاندان شہاں / کسی سے ہے منظور اوسکا قران
ابھی تھوڑے عرصے میں آئیگا وہ / نشانی بھی اک ساتھ لائیگا وہ
رچا ہے خدا نے اوسی گل سے بیاہ / مبارک ہے زہرہ سے پیوند ماہ
جڑاؤ اگر لاکھ ہو آرسی / نہو اوس پہ شیشہ تو کس کام کی
انگوٹھی کی زینت نگینے سے ہے / جلا جیسے سونے کی مینے سے ہے

شکر سے لذیذ اور ہوتا ہی شیر — نہو گر نمک بے مزہ ہی پنیر
او اگر کے اس شکل سے گفتگو — رکھی جام آب بقا روبرو
غرض اوسکو سمجھا کے وقت پگاہ — روانہ کیا جانب بارگاہ
جہان جلوہ آرا تھا بدر صنم — گیا مثل پیک صبا صبحدم
مکان پر جو ٹھہری تھی باہم صلاح — ادا اوسنے کی سب بطرز فلاح
جب آب بقا سامنے رکھہ دیا — لگے کہنے سب مرحبا مرحبا
اوسی وقت ارکان شاہ زمن — اوٹھا لائے اک ماہی خستہ تن
وہ سوکھی ہوئی تھی کئی ماہ کی — جلی تشنہ کام آتشین چاہ کی
دیا جیسے اوسپر وہ پانی چھڑک — اوچھلنے لگی فرش پر بیدھڑک
لب تخت اک حوض تھا خوشنما — بھرا آب شیرین سے سرتا بپا
جو گرمی سے تھی ہمدم اضطراب — لگی تیرنے جا کے مثل حباب
بڑھی جب نگاہون مین توقیر پیر — جھکے ہر طرف سے امیر و وزیر
ہر اک مثل محتاج امیدوار — رگڑتا تھا سر پاؤن پر بار بار
کوئی بہر زر کوئی بہر سر — دعا مانگتا تھا قدم چوم کر
بڑی کشمکش مین پڑی اوسکی جان — کہ تھا گرد اوسکی ہجوم جہان
پس شام مغرب کی پڑھ کر نماز — ہوا شہ سے رخصت بعجز و نیاز
خوشی سے پلا ساقیا جام سے — مزہ جسمین وے نغمہ چنگ و نے
قران مہ و مشتری آج ہے — وصال زن و رشک پری آج ہے

جانا وزیر کا واسطے تفویض خلخال کی بارگاہ سلطانی مین

اور منسلک ہونا شاہزادی کا رشتۂ عقد مہر بانو مین

پیام خضر جب ہوا دل نشین عقیدت سی سب لوگ لائی یقین
ہوا مستعد دل سے یہ صنم لگی ہونے طیاری جشن جم
جہان پہلی اوتری ہوئی تھی وہین جمی جاکے پھر صورت یاسمین
گل و لالہ تھی سب وہانکے عجیب کہ دربار شاہی سے تھا بس قریب
معطر گلون سے تھا ہر دم دماغ اودھر قصر شاہی ادھر چار باغ
زمانے کے وان لطف حاصل تھی سب فرح بخش خورشید منزل تھی سب
بنے تھے بڑے ایسے ایسے مکان کہ تھی اندر اسکی رونق وہان
کئی ایک مانند برج حمل کھڑے تھے دو رویہ سونہری محل
کوئی چتر منزل سے تھا خوشنما کوئی دلکشائی سے تھا جان فزا
کمربستہ تفریح خاطر تھی روز صبا دلکشائی کو حاضر تھی روز
ہوا خواہ کی طرح اٹھو پہر ہلاتی تھی باد شمالی چنور
شب و روز کرتا تھا آب روان عروسان گلشن کی پابوسیان
مودب کھڑے سرو آزاد تھے غلامی کو موجود شمشاد تھے
غزلخوان تھی مرغ چمن سیکڑون سخن سی کھلے تھے وہن سیکڑون
جو تھا لطف رہنے کا سرتاپا جمایا اوسی باغ مین بسترا
کئی دن رہے جب خوشی سی وہان ہوئی پھر بہم اسطرح ہمزبان
کہ کب تک رہینگے یہان خوش چین کرین فکر عقد گل و یاسمین
وزیر خرد ور کا اب کام ہی کہ وہ زیرک و خوش سرانجام ہی

جلا بخش ہر کارخانے کا ہے
دم صبح کل جا کے دربار مین
کہ اک دن تھا دریا پہ شاہ فتن
نتھا مچھلیونکا اُسے کچھ خیال
مگر تھی یہ ہین خواہش کردگار
تو سیدھا جھکا مچھلیونکی طرف
نہ پہونچا کسی جانور کو ضرر
موٹائی مین تھی وس سمک سی قرین
بلندی مین تھی نردبان فلک
زبس سخت تھی آہن و سنگ سے
نہنگ اوسکی ہیبت سے بیکام تھے
نکلتی تھی جان اوس سے گھڑیالکی
قضا سے جو ماری ہوی مین تمام
ہزارون گل اندام فولاد تن
ازل سے نہ دیکھا تھا جو دیو کی خاک
کیا چاک طباخ نے جب شکم
درخشندہ گوہر ہے مانند ماہ
پڑی جو سپیری شہ کی جو اوسپر نظر
یہ چاہا کہ مانند گنج نہان

ارسطو فلاطون زمانے کا ہے
بیان یون کرے قصہ سے اظہار مین
دمار نہنگان یہ ناوک فگن
کہ ہر اونکی گردن ازل سے ہلال
یکایک جو چھوڑا مگر کا شکار
چلے جسطرح تیر سوئے ہدف
پھنسی دام مین ایک مچھلی مگر
تھا جسکے سر پہ ہے بار زمین
درازی مین تھی قاف سے قاف تک
ازل سے تھی محفوظ جو رنگ سے
مگر سوس سب لقمہ کام تھے
شب و روز نوبت تھی جنجال کی
ہمیشہ سے ہے دشمن خاص و عام
پڑے ہین گر سے زیر چرخ کہن
ہوی گر سے غور سے دم مین ہلاک
نکل آئی خلخال اک برق دم
بیاض سحرگاہ نور نگاہ
نہایت ہوا شاد مان نیکبخت
رکھون اسکو در پردہ مانند جان

صدا دی ملک نے فلک سے وہین ۔ خیانت امانت مین واجب نہین
کہ ہے جو فلان شاہ عالی ظہور ۔ مہ آسمان پایہ یعنے حضور
اوسیکا یہ مال دل افروز ہے ۔ ترے واسطے برق جان سوز ہے
رکھی اس سے پرہیز ہر خاص و عام ۔ کہ پامال کرتا ہے مال حرام
اوسی مال کو اپنے سمجھے حلال ۔ جو پیدا کرے زور بازو سے مال
نہ رکھہ اپنے گھر یہ گرانمایہ گنج ۔ بُرا ہے مآل اسکا پائیگا رنج
خدا کے لیے اسکی گرمی سے ڈر ۔ کہ ہمرنگ ہوتا ہے آتش سے زر
نہ کر ایسے گنج گران پر نگاہ ۔ نگہبان ہے اسکا مار سیاہ
بحکم خدا اسکو لاے ہین ہم ۔ کلیجے سے ابتک لگے ہین ہم
اگر حکم ہو ہمکو لے چل دین ابھی ۔ ٹھہر کر کہین اور دم لین ابھی
رہائی گرانبار سے پائین ہم ۔ سبکدوش گھر کو چلی جائین ہم
جو تھی مصلحت یہ بہت دلپسند ۔ اوسی دم وہ ذی جاہ ہمت بلند
ہوا وان یہ رونق دہ بار عام ۔ جہان پیش سلطان تھی حاضر تمام
بزرگ وزیران عالی نسب ۔ ادا کی وہ تقریر سب باادب
لیا نام خلخال کا جس گھڑی ۔ ہوئی بادشہ کو مسرت بڑی
کہا آگے آیا تھا اک مرد پیر ۔ فرستادہ خضر روشن ضمیر
خبر وہ گیا تھا یہی پیشتر ۔ کہ آئیگا اک شاہ فرخ سیر
بہت ذوق خاطر سے لینا اوسے ۔ جلا عقد گوہر سے دینا اوسے
یہان شاد سب اہل دربار تھے ۔ کئی دن سے مشتاق دیدار تھے

جو آئے ہین ساتھہ اونکو لوکو آتا ہے
گئی اور ہین کوٹھیان جانفزا
اوسی جا لب پل ہین رشک جنان
سبھی کوٹھیون کے ہین گھر ہی تمام
وزیر خردمند دانا سے وہان
ہوا یون لب لعل سے درفشان
مراشہ ازل سے ہی پرہیزگار
اگر آئین نزدیک حور و پری
عجب یار رسائی سے ہی نیکنام
کہ انگور ہوتے ہین اکثر وہان
یہ وہ بیسوا آفت ہوش ہے
جہان لگ گئی منہ مین جسکو ذرا
دلاتے ہین رغبت عنا دل ہزار
کہ شبنم سے میل اوسکا ہی سر بسر
تماشے سے ہی اسقدر عار ننگ
کسی غنچے سے دل لگاتا نہین
یہان تک کہ شطرنج سی عار ہے
جو کھیلین گے وہ ایک پر ہوگا مات
ہوئی برد بازی تو ملتا ہی کیا

فرح بخش مین جا کے ٹھہلائیے
دلارام ہوتی محل دلکشا
مبارک محل اور بھی بھون
جہان چاہو دیجا کرو تم مقام
جو تھا عقل و دانش مین یکتا وہان
کہا ای امیر و بخشش تاج شہان
طریق زنان ہے اوسی ناگوار
ہے اونکی صحبت سی بیشک بری
سمجھتا ہے سیر گلستان حرام
نہو دخت رنگیو نہین سہان
کہن ہوگئی ویسی ہی جوش ہے
شرارت سے کرتی ہی آفت بپا
سو وہ گل نہین دیکھتا زینہار
کرون کس لیی دامن اپنا مین تر
نہین دیکھتا خواب مین ناچ رنگ
کوئی کھیل دنیا کا بھاتا نہین
پیادونکی صحبت سی انکار ہے
سمجھتا ہے اس کھیل کو واہیات
جو زچ ہو گئی قائم رہی کیا مزا

کوئی ذکر کرتا ہے گر روبرو — تو رخ پھیر لیتا ہے وہ نیک خو
لرزتا ہے بازی سے جو سر کے یون — تھی یا کھٹکتا ہے کانٹے سے جیون
دلآویز تفصیل اسکا ہر چند ہے — مگر اسکی بھی اوسکو سوگند ہے
جہان صفت جو سر کا مرتا ہے رنگ — تو بدرنگ چہرے کا کھوتا ہے رنگ
جو عاشق ہین پاس اسکے جاتے ہین — ملا است جوئین کی اوٹھاتی نہین
یہ ظالم وہ ہے خنجر زن نگاہ — ہوئی سلطنت نل کی جس سے تباہ
دیا اوسکو پانسے نے ایسا جواب — پھرا صورت نرد گھر گھر خراب
جوئین مین پھنسا جو ہوا پایمال — کہ ہارے سے ہوتی ہے میٹھی کمال
کرے عورتون سے وہ کب اختلاط — جو پہنے ہو پیراہن احتیاط
اور اگرکے اس رنگ سے گفتگو — گیا پھر سوے باغ وہ لالہ رو
کیا اپنے شہ کو خوشی سے بحال — کہ آتا ہے نزدیک روز وصال
فلک چرخ زن کامرانی سے ہے — جہان نغمہ خوان شادمانی سے ہے
دف و چنگ کی نوبت آئیگی جلد — نوائے خوشی نے سنائیگی جلد
مہیا ہو سامان عشرت و سرور — رہین شاد اب خاندان حضور
نوبت آشنا سے جو دل مین دی [illegible] چنگ — بجا جا چکے ہین نہین کچھ درنگ
ادھر ہو گیا خوش رشک نوجوان — لگا ہونے سامان شادی یہان
کھلا ذکر شادی جو دربار مین — ہوا شہرہ سارے بازار مین
خوشی مین جو تشویش خلخال ہے — دما دم تحسین ہم نالہ گھڑیال ہے
خوشی سے بجین ہمدم و چنگ — جمائی لگین شادمانی کا رنگ

جہاں چپکی بیٹھی تھی وہ غنچہ لب
اور اسی سے ہمدوش رنج و تعب

مؤدب برابر پہونچ کر وہاں
ہوئیں خوش زبانی سے یوں گل فشاں

کہ آئے ہیں وہ لوگ جنکے خبر
اوڑائی تھی اوس نے ہی پیشتر

شہنشاہ کو دے کے خلخال پا
سدھارے سوئے باغ مثل صبا

ادھر پل میں اک ہے رنگین جوان
جمیل و حسین سرور گلرخان

فرنگی سے گورا وبالا ہے رنگ
فقط مار گیسو کا کالا ہے رنگ

عیاں رخ سے ہے صنعت کردگار
کہ قرآں کی ہیں صورتیں آشکار

یہ تشبیہ ہے زلف کی کان پر
نکالا ہے بانبی سے کالی نے سر

ہے رنگ پری شوخ و طناز ہے
ابھی رخ پہ سبزی کا آغاز ہے

حسن میں ہے ریحان کا ہونا بجا
کہ سبزے سے ہوتی ہے دونی فضا

سر لوح عارض پہ خط غبار
جمائیگا طغرا پہ طغرا بہار

بجا ہے جو توام ہو گلزار سے
ضرر گل کو ہوتا نہیں خار سے

تکلم تبسم ہیں دونو عجیب
کہ منہ دیکھتے ہیں گل و عندلیب

پہونچ کر اسی ذکر میں پیر زن
ہوئی اور بھی جلوہ ساز سخن

کہ سنیے جو فلاں باغ جنت نشان
وہاں ایک اترا ہے سرو رواں

سہی قد گل اندام غنچہ دہن
سیہ چشم خوش رنگ نازک بدن

جمالی گلستاں میں جب سے قدم
جھکے نونہالوں کے سر یکقلم

گلابی سما ایسے رنگین ہیں گال
کہ بیرنگ ہے سارے گلشن کا حال

کہیں گل سے بہتر ہے وہ لالہ رو
پسینے میں آتی ہے بیلے کی بو

رفیق و انیس اوسکے ہین چار یار ۔ کہ ہین کے کھیلے ہوئے یار رعنا
عقیل و متین یہ سراپا ہین سب ۔ ستون قصر شاہی کا گویا ہین سب
خواصوں نے [illegible] تھا غیبت کا [illegible] ۔ جیا اوسکی کہنے سے اور اوس پہ نام
ہوئی اسطرح خواہش وصل شاہ ۔ کہ ہو جیسے پیاسے کو پانی کی چاہ
یہ بھی حضرت عشق کا انتظام ۔ بنا عاشق ایک ماہ تمام
ہوا گل کو سودای مرغ چمن ۔ بنی محو پروانہ شمع لگن
اودھر عالم افروز دارا حشم ۔ سکت لب لگنے پیر جشن
ہوا مستعد بہر عقد یہ ہی ۔ [illegible] گیا اچھوتی [illegible]
دیا حکم لوگون سے سب یکقلم ۔ کرو جلد آرایش جشن جم
فقط تھی اشارے سے کہنے کی دیر ۔ ہوا ساز عشرت مکانوں مین [illegible]
چمکنے لگا شمع روشن کا نور ۔ ہوا فرش پر چاندنی کا ظہور
جو روشن فلک پر تھی قندیل ماہ ۔ ٹھہرتی نہ تھی ونقشی پر نگاہ
ہوئی جسکے چھاڑ روشن تمام ۔ بنا مطلع خاوری ہر مقام
جلے وہ کہ زندار رنگین کنول ۔ کہ خورشید منزل تھے سب محل
زمین پر تنے خیمہ و سائبان ۔ بپا ہو گئی صورت آسمان
بجانے لگے کوس نوبت نواز ۔ دف و بربط و نے ہوئے نغمہ ساز
جنا دختر رز کا محفل مین رنگ ۔ لگے بجنے دلکش خوش آہنگ چنگ
دوا ہو دل مردگان مل ہوئی ۔ صدای قم آوازہ قلقل ہوئی
ہر اک جا تھا سامان عیش و طرب ۔ صراحی سبو جام بنت العنب

ہوئی خوب جب گرم بزم سرور
کہ سلطانِ عالم کو لاؤ ابھی
سجے رنگ شادی سرِ انجمن
موافق ستارے ہیں سب آج کل
اثر نیک مریخ و زہرہ میں ہے
بساطِ فلک پر ہیں سب کامیاب
بحکم شہنشاہ عالی مقام
شہِ نوجوان تھا جہاں جلوہ گر
ہزاروں زرہ پوش جابک سوار
نقیب خوش الحان شیریں نوا
سپہدار تا پارس صفیر فرنگ
گروہِ عجم پہلوان جہان
دلاویز رقاص طوطی دہن
زر افشان چتر لالہ گون بادزن
بہار چمن تخت گلہائے زر
بنفشہ مدن بان نسرین سمن
سو درسن صنوبر کنول رنگدار
چمکنے لگے چاندنی سے جو پھول
ہوائی جو لاکھوں چھٹیں گنج وار

ہوا چوبداروں سے حکم حضور
سرِ بزم دولہا بنا لاؤ ابھی
مقابل قمر سے ہو شمع لگن
ترازو میں ہے یا دری یا بر زحل
نیا لطف عقد ثریا میں ہے
عطارد و مہ و مشتری آفتاب
اوسی وقت ارکانِ دولت تمام
چلے جانبِ باغ با کر و فر
نشان و علم سیکڑوں چوبدار
جلاجل دہل طبل و کوس و درا
امیر عرب سرورِ روم و زنگ
صف روسیان مرد گلشن ستان
مغنی خوش آواز شنگ شکن
سپر پر مرصع سرور زمن
ثمر دار مرجان کے رنگین شجر
کرندار سورج مکھی نسترن
گل و لالہ و ارغوان خوش بہار
گئی گیک مہتاب کی سیر پھول
دو بالا ہوئی کہکشاں کی بہار

مصفا یہ تھا چاند چرخی کا نور | زمین پر تھا ماہِ فلک کا ظہور
کرندار تھین چرخیان وہ عجیب | کہ تھین مطلع شرق سے [illegible]
شہ نوکو با صد تجمل تمام | پھرے لیکے آور کہہ بار عام
بٹھا کر سر انجمن شمع وار | کیا عہد عقد صنم استوار
اوٹھا غلغل تہنیت چار سو | برآئی دل شاہ کی آرزو
بنی جب عروس مہ آسمان | رخ برق دم سے فروغ جہان
ہوا پھر ستارون کا ثابت ظہور | چمکنے لگا سلک پروین کا نور
جمی چرخ پر کہکشان کی بہا | چراغون سے عالم ہوا لالہ زار
ثمر لایا آخر کو نخل مراد | ہوا لالہ و [illegible]
سہم گئے زہرہ و مشتری | نگین سے ہوئی [illegible]
پلا ساقیا وہ مے پر سرور | خماری شب غم کی ہو جس سے دور
بہت تنگ ہون چرخ دوار سے | دیا رنج پھر فرقت یار سے

روانہ ہونا شاہزادی کا ساتھ مہربانو کے حسن آباد سے اور لٹ جانا متاع ننگ و ناموس کا اثنای راہ مین دست بردی پیرزال فرستادہ ہشنگ بادشاہ سے

ہوئی جب نگاہون سے اختر نہان | نیا مہر گردون فروغ جہان
گہر تختے ہی چھوڑ کر لطف خواب | برآمد ہوا برج سے آفتاب
جو رکھتے تھے خدمت مین حاصل نیاز | زیارت سے اونکو کیا سرفراز
سحر شام تک بزم مین بیٹھ کر | ہوا منزل مہ مین پھر جلوہ گر

اسی کیفیت سے وہ خورشید جاہ — رہا بارونق آرا کئی سال و ماہ
زحل نے کیا آخر اپنا عمل — خرابی سے میزان میں ڈالا خلل
جفا سے بنا عقرب نیش زن — کیا تیغ مریخ لیکر بزن
کہاں عیش و عشرت ہی تھا اس سماں — یہ سوجھی یکایک بگڑنے کی چال
کہ اب چلکے دیکھیں سواد وطن — جواب چمن تختگاہ فتن
نیر سے مانند شمس و قمر — منور رات دن نور چشم پدر
نسیم سحر خوش نہ کیوں گل کو ہو — ہوای چمن کیوں نہ بلبل کو ہو
شہ مصر سا یوسف ارجمند — گدائی تھی کنعان کی لیکن پسند
ہوا جب خسر سے اجازت طلب — بنے غم سے شمع عزاخانہ سب
عجب تر شرر ہے جدائی کا داغ — جلاتا ہے دلکو برنگ چراغ
ہوئی مبتلا ہے الم خاص و عام — پیام اجل ہے جدائی کا نام
غم ہجر نے کس کو مارا نہیں — ستم یہ کسیکو گوارا نہیں
رہی تھی نہ انکار کی التجا — جز اقبال آخر نہ کچھ بن سکا
شہ مہ جبیں نے برسم جہان — وفور کرم سے برنگ شہان
دیے گنج در گنج زیور سے — در و لعل و یاقوت و گوہر سے
زر و سیم مرجان عقیق یمن — گران قیمت الماس در عدن
قبائی زر آگین کلاہ بر بن — عبائی بہیں جامہ پوستین
سمور و کتان قاقم و پرنیان — حریر و پری شبنم آب روان
اگر عنبر و عود و مشک ختن — عبیر دلاویز و عطر سمن

عماری ہوادار تخت رواں — قطار سمندان صف اشتران
کنیزان چینی غلامان زنگ — پری چہرہ خوبان ملک فرنگ
سپر تیر شمشیر ترکش کمان — دہل کوس گھڑیال نوبت نشان
سپید و سیہ فیل گردن بلند — سبک گام شبدیز تازی سمند
طرحدار طاؤس زرین نگار — سر و ردل و دیدۂ انتظار
تدرو خوش اندام نازک خرام — کبوتر ہما طوطی خوش کلام
دھنور لعل و راج ہدہد لوا — شکرخورہ و بلبل و فاختہ
مگر تیز پر یا وہ شاہین و باز — چرغ مور جرا جھگر صیدباز
ہوا سے پریرو جو سونا محل — گئی یک بیک جان گھر کی نکل
جھڑو کھونکے آنکھوں سے آنسو بہے — لب بام سے چشمہ جو بہی
مصیبت سے گریاں تھی سب خاص و عام — ہنسی تھی لبوں پر نہیں بہر نام
وہ دن تھا نہ روز قیامت سے کم — ہر اک در پہ تھی شامت شام غم
الٰہی کوئی غم سے حیران نہو — کسیکو تپ درد ہجران نہو
بجز شربت وصل ممکن ہے کیا — جو عیسی سے ہو اس مرض کی دوا
یہ وہ غم ہے جس غم کا پایاں نہیں — یہ وہ درد ہے جسکا درمان نہیں
زمین سے نہ اوٹھا کوئی بیٹھکر — گھڑا تھا جو در پر پٹکتا تھا سر
دروں پر یہ نوبت تھی کہرام کی — کہ اوس دن نہ نوبت بجی شام کی
جو گھڑیال کی طرح نالاں تھی سب — گجر سے لگا کوب ہجران تھی سب
دف وچنگ کی نوبت آئی نہیں — کسی نے بھی سے تک بجائی نہیں

کہان سے وہ لاتی نیا اور دم ۔ کہ شل دل خود مسیحا تھے ہم
فراق صنم مین تھی سب ہر نفس ۔ ہم آوازہ ناقوس و بانگ جرس
کیا دختر رز نے محفل سے رم ۔ ہوئی دور آنکھون سے شغل نعم
سرور نظر ساغر پر شراب ۔ بنا سرنگون ہو کے جام حباب
یہان غمزدون کا برا حال تھا ۔ سفر مین وہان ماہ شوال تھا
جو تھی منزلون رنج و غم سی بعید ۔ سمجھے تھے ذی قعد کو ماہ عید
ستاتے تھے انکو جہان دوپہر ۔ قدمبوس ہوتی تھی باد سحر
سر شام کرتی تھے جس جا مقام ۔ دکھاتے تھے آبادی روم تمام
ازل سے جو بے مہر ہے آسمان ۔ پسند اسکو ہے انقلاب جہان
جہان دیکھتا ہے نیا رنگ و ساز ۔ عداوت سی ہوتا ہی نیرنگ ساز
بدلتا ہے ہر وقت رنگ جہان ۔ کبھی موسم گل کبھی ہے خزان
کیا ہر شہ نامور کو ہلاک ۔ اوڑاتا ہے تخت کیانی پہ خاک
پلایا سکندر کو زہر ممات ۔ نہ پینے دیا اوسکو آب حیات
ہزارون شہنشاہ دارا حشم ۔ ہوے جادہ پیماے ملک عدم
فریدون فرامرز و کاؤس و جم ۔ مٹے لوح ہستی سے سب یکقلم
نہ مارا قدم راستی سے کہین ۔ نہ چوکا یہ کالا کجی سے کہین
مہ و خور کو رکھتا ہے چکر مین بند ۔ نہین رہنے دیتا ہے اک گھر مین روز
وہ ہی کون سیارہ ثابت قدم ۔ جو رہتا ہے مسکن پذیر ایکدم
یہ شہباز ظالم وہ ہے صید باز ۔ کہ آتا نہین صید عالم سے باز

پھنسا اسکے پنجے کا چھٹتا نہین | دیا کسکے بازو پہ صدمہ نہین
قیامت ہے کیا کیا حسین مہ جبین | گئے ظلم گردون سے زیر زمین
نہین غم سے ہے جنکے اب تک فراغ | کلیجون پہ ہے ماہ کنعان کا داغ
ہوئے اس بلا کو سے خستہ جان | پشن گیو سلجوق چنگیز خان
تہ خاک ہین سیکڑون بادشاہ | جو مشہور ہین جنت آرامگاہ
نہ موت آئی اس پیر بے پیر کو | کیا مفت بدنام تقدیر کو
خدا کی پسند [illegible] کا فریب مار | کہ مردونکو دیتا ہے تربت مین جا
شمار [illegible] مین یہ جانستان | کفن کا بدن کا لحد کا نشان
حسین [illegible] نازنین [illegible] | ہم آغوش [illegible] کی [illegible]
ہوئے [illegible] نشان [illegible] | نہ خاک تن سے نہ [illegible] کفن
سر [illegible] وقت [illegible] ہو گئی | ہزارون مکان بے مکین ہو گئی
کوئی سرزمین اس سے خالی نہین | گئے جس جگہ ہمنے پایا نہین
کسیکو نہ چھوڑے گا یہ بد چلن | وزیر جہان یا ہو شاہ زمن
نہ گورے نہ کالے کا [illegible] | سیہ رو کرے اور اسکو خدا
یہان دیکھیے کیا بگاڑے رنگ | کیا کسطرح شاہزادے کو تنگ
سموم خزان کا یہ جھونکا دیا | کہ کمھلا گیا پھول ہنستا ہوا
جو تھا لطف گلشن سے خوش باغباغ | ہوا لالہ سان پھر ہم آغوش داغ
یہ پرفن ہرا تا ہے شطرنج باز | نہین چال سے اپنے آتا ہے باز
[illegible] کی چال | بگی سے نہ کسکو کیا پایمال

جہان

جہان اسکا محکم پڑا پیل بند | پیادون سے دیتا ہو شہ کو گزند
یہ کمبخت بے رخ ہو وہ بدمزاج | ہوا جس سے قائم ستم کا رواج
کہان اسنے کی فتنہ سازی نہین | کہان تبرد کی اسنے بازی نہین
کسے رخ نہ اسنے ستم سے کیا | کسے رہزنی سے نہ دھوکھا دیا
اولٹ کر بساط سرور و نعم | گلو پر چھری پھیر دی یکقلم
پیادے سے نہ گھوڑے سے نہ ہاتھی بچے | نہ ہمدم نہ ہم جس نہ ساتھی بچے
وہ صدمہ دیا شاہ کو راہ مین | کہ یوسف پہ گذرا نہ تھا چاہ مین
کیا دم مین لشکر کو سب گرد برد | نہ باقی رہا کوئی اہل نبرد
جو رہزن کمین گاہ مین ہو نہان | مسافر کی کیونکر بچے اوس سے جان
کہ یک شہر مین بادشاہ جوان | لڑکپن سے تھا فخر شاہنشہان
مگر بندۂ نازنینان تھا وہ | تدرو رخ مہ جبینان تھا وہ
لب شکرین کی تھی لذت پسند | نہ رکھتا تھا پروائی عناب و قند
سدا اچھی صورت کو کرتا تھا پیار | غلام حسینان تھا محمود وار
زمانے سے اوسکا نرالا تھا ڈھنگ | جہان مین تھا نامی بنام شنگ
سنا تھا کہین مہربانو کا حال | کہ ہے شکل خورشید وش جمال
ثریا لقب مہربانو ہے نام | شب چاردہ کی ہے ماہ تمام
لب بام ہوتی ہے جب جلوہ گر | ستارونکی پڑتی ہے اوس پر نظر
قمر داغ کھاتا ہے رخسار سے | جھکاتا ہے سر کبک رفتار سے
جو تھا دانت مدت سے اوسپہ لگا | کہ ہاتھ آئے کسدن وہ شیرین لقا

ملا کر لبون سے لب شکرین | اوٹھایا کرون لذت انگبین
جو دیکھا کہ جاتی ہے وہ رشک ماہ | دکھا کر مجھے غم سے روز سیاہ
شب غم کی شامت ستائیگی روز | غضب تیرہ بختی دکھائیگی روز
ہون کیونکر سے دست بے اختیار | کرون فکر صید غزال تتار
اس انداز و فطرت سے پھینکون کمند | کہ تسخیر فی الفور ہو سب بے گزند
وہ پھندا لگاؤن گذرگاہ مین | پھنسے جسمین آہوی چین آہ مین
اثنائی مین ہے احتمال خلل | کرون سحر سے اوس پری پر عمل
بڑی دیر تک اس طرح سوچ کر | سراپا عداوت پہ باندھی کمر
فقط لیکے ساتھ اپنے اک پیرزن | بنا اوس پری کے لیے راہزن
وہ بڈھی پھپھی سخت جلاد تھی | خدنگ کمان تیغ فولاد تھی
شب و روز پھرتی تھی اس تاک مین | کرون قید آہو کو فتراک مین
سر دست پاؤن جہان اختیار | بنون پنجۂ باز بہر شکار
خطا سے جو توام تھی وہ بدچلن | دم رم تھی پابستہ غزال ختن
اوترتا تھا منزل مین لشکر جہان | پہونچتی تھی مانند گرد روان
لڑائی تھی ہر وقت اس بات کی | نکل آئے صورت کوئی گھات کی
دل و جان سے کرتی تھی کوشش مدام | یہ جمتی تھی موقع پہ تدبیر شام
اوسے تھے سب اسباب و سگ دربان در | نہ پائی تھی خیمے کے اندر گذر
جہان قصد کرتی تھی جانے کا وہ | سناتی تھی نقرہ ہوا ئے کا وہ
جھڑکتی تھی سب لوگ تھی اوسے | پڑھا کر فسون مر رہتی تھی اوسے

جو بے دست و پائی سے تھی دو قنات ۔ گئی روز خالی گئی دانو گھات
لگی تھی جو شہ چال کی گھات مین ۔ نہ دل سے مصروف تھی بات مین
سر شام اک دن وہ دو دو سیاہ ۔ ہوئی یک بیک داخل خیمہ گاہ
نہ تلوار ماری نہ پھینکی کمند ۔ گیا ٹوٹ شطرنج کا پیل بند
کسیکو نہ سوجھی بچانے کی چال ۔ ہوئی ایک ہی کشت سے پامال
حرارت سے منزل کی گرد حصار ۔ پڑی تھی یہ بیدم پیادی سوار
کہ لیتی نہ تھی منہ سے کھانی کا نام ۔ ترستے تھے دانے کو گھوڑے تمام
غضب تیرہ تر تھی وہ شام فراق ۔ کہ اوس شب ہوا جاگنا سب کو شاق
کھلا تھا برابر در بارگاہ ۔ نتھا شیر افگن کوئی سد راہ
بچھا تھا جہان اوس پری کا پلنگ ۔ گئی گر یہ رو سیہ بید رنگ
گھٹا کی طرح روئی یہ پھوٹکر ۔ ہوئی چادر آہ پانی مین تر
کہا بے پری سے ہون داغ کمان ۔ ترستی ہون در آب و دانہ یہان
میسر نہ تھا گوشۂ عافیت ۔ رہی عافیت کی سدا خیریت
غم رزق نے مجکو پیسا سدا ۔ کہ گھر گھر پھیری صورت آسیا
مقدر تھا جو آب و دانہ یہان ۔ ہوا مہربان مجھہ پہ روزی رسان
یہی آرزو ہے کہ اب عمر بھر ۔ نہ جاؤن کہین مین قدم چھوڑ کر
سر افراز خدمت مین ہر دم رہون ۔ حضوری سے بیگم کی بیغم رہون
در ماہ پر جبہہ سائی کرون ۔ تماشائی شان خدائی کرون
رہی جبتک طاقت دست و پا ۔ ہوئی مین نہ منت کش آسیا

زمین پر نہین پاؤن دھرتی تھی مین
ضعیفی نے معذور تر کر دیا
جو کی چاپلوسی بہت بار بار
سمجھ کر اوسے آسمانی ہلال
وہ کیا جانتی تھی کہ یہ روسیاہ
شب روز مانند شمس و قمر
نہ کھٹکی ذرا وہ غزال ختن
خبر دار ہے مکر روباہ سے
تھی اوس پہ شاہین کی جو نگاہ
ہوا مسکن بوم صحن چمن
وہ ظالم تھی پوشیدہ تیغ نیام
ضعیفی میں ظاہر بہت تھی ناتوان
سراپا تھی برچھی کی گویا انی
غضب کاٹ تھا اوسکی تلوار مین
ہوئی شاہزادے سے جب ہم نگاہ
یہ ہے کون بیگانہ زال کہن
کوئی اسمین خوبی کی خصلت نہین
نہین بکھہ پڑتی ہے خیر اب یہان
کہ رنگت ہے زرد اور سیکون مین بال

بسر اپنی چل پھر کے کرتی تھی مین
بوڑھاپے مین بے بال و پر کر دیا
رہی دیر تک برسان اشکبار
ہوئی مہربان مہربانو کمال
زحل سے تکے مجھ کو کر دیا تباہ
پچھا اپنی ہر چار سو در بدر
کہ یہ فتنہ پرور ہے گرگ کہن
کھرگئی جب اختر مین ماہ سے
لگی رہنے بیدر وہ زاغ سیاہ
بنی ہمدم سینہ طوطی زمن
نہان دم سے لیتی تھی خنجر کا کام
ولیکن تھی در پردہ نوک سنان
رگ جان پہ کرتی تھی نشتر زنی
اوڑاتی تھی سر ایک ہی وار مین
کہا مہربانو سے کاہی رشک ماہ
عدو ہے جوان مادر راہزن
ٹھگنی ہی بوڑھیا یہ عورت نہین
شرارت کی آثار ہین سب عیان
• جو آنکھو نکو دیکھو تو ازرق کمال

خم تیغ ہر آن ہے پشت دوتا — قضا کی نشانی ہے سر تا بپا
قیافے سے معلوم ہوتا ہے صاف — یہ ہے خنجر اصفہان خوش غلاف
کوئی گھر میں دیتا ہے رہزن کو جا — خوش آمد سماجت پہ اسکی نہ جا
سر راہ غافل جہاں پائیگی — چھری کی طرح کاٹ کر جائیگی
میں اس زن سے بدظن ہوں بیشک نکال — کسی روز پیدا کریگی ملال
یہ شہرہ ساری خدائی میں ہے — ضرر سانپ کی آشنائی میں ہے
محبت سے کالے کے پچھتائیگی — شکر چھوڑ کر زہر کیوں کھائیگی
خدا کے لیے زہر میٹھا نہ کھا — نہ کر تلخیے غم سے جی بے مزا
غضب تر ہے افعی سے بچھو کی مار — سولاتا ہے وہ یہ رولاتا ہے زار
کسی روز پیدا کریگی خلل — کہ ہوتا ہے بد دشمن در بغل
یہ بوم سیہ تو مبارک ہما — نہ جا اسکے سایہ میں بہر خدا
نہ کر خاکساری پہ اسکے خیال — خوشامد ہے دشمن کی گرد ملال
برائے خدا کھینچ لے اس سے ہاتھ — کہ باروت و آتش کا یکجا ہے ساتھ
کہیں خاک میں تو آگ پنہاں نہو — دبک کر تپ برق سوزاں نہو
بجھیگی نہ پھر چشمۂ آب سے — کوئیں سے نہ دریا نہ تالاب سے
سمجھتا ہے جو قول سعدی بجا — وہ کھاتا نہیں دشمنوں سے دغا
سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل — چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل
نہ کر ناتوانی پہ اسکے نظر — برابر ہے مادۂ شیر نر
ہرن سا ہو دشمن پلنگ ژیان — خطا کھائیگا ایکدن بیگمان

یہ شمشیر عنی کمان ہے نہایت شریر / بنے گی کسی دن کلیجے کا تیر
نصیحت سے میری نہ کر در گذر / ترے حق میں ہے سد باب ضرر
کہ کھلی ہے اسکی بہت سودمند / مزے میں ہے شیر و شکر سے دو چند
خدا کے لیے مان لے میری بات / گھٹائی ہے اسکی جواب نبات
گرا دے اسے دم نظر سے اسے / ذرا تنگ سان چشم تر سے اسے
جہان صورت برف جم جائیگی / یہ ابر سیہ آگ برسائیگی
مقدر میں تھی جو تباہی نصیب / بگڑنے کے دن آگئے تھے قریب
نصیحت نہ اوسکو ہوئی کارگر / لگی کہنے ہنسکر کہ اے تاجور
کریگی خطا کیا یہ زال کہن / تن افسردہ و خستہ و پرشکن
نہ بازو میں طاقت نہ ہاتھوں میں زور / ضعیفی سے ہے سر بسر پائے مور
گیا سب کچھ گرمی سے خون بدن / رگون سے نمایان ہے تار کفن
خمیدہ ہے جو پشت خمدار سے / مثال اوسکی بیجا ہے تلوار سے
تہی اس کمان سے ہے خوف خدنگ / کہ مارے گا کیا باز پر زاغ جنگ
لڑے گی یہ روباہ کس زور سے / گرے گا نہ پیل دمان مور سے
کرے گی خطا سے یہ کیا مجکو زیر / ہرن سے کہین زیر ہوتا ہے شیر
یہ ہے مرغ بیچارہ بے بال و پر / ستم سے جو اس سے کرون در گذر
جو ظاہر میں وہ خار گلشن سے بنے / کسی رنگ سے گل کی دشمن بنے
اوجاڑا نہ اوس نے زاغ کا آشیان / بنایا اوسے بلبل بوستان
ہوئی فارغ البال جب وہ لعین / لگا پوسے سر پر اوٹھا لی زمین

دیا اسطرح عین خدمت پہ دل — بنی سب کی آنکھون مین پتلی کا تل
جو تعلیم پائی تھی جلاد سے — خبردار تھی مکر صیاد سے
سدا گھات مین فتنہ پرداز تھی — نظر صید پر مثل شہباز تھی
کئی ماہ تک بسکہ اہل سپاہ — رہی مثل خورشید سرگرم راہ
بلند ایک دیکھا کہین ٹیکرا — سپاٹو کی جسمین تھی آب و ہوا
روان ہر طرف چشمۂ آب تھے — بھرے آب شیرین سے تالاب تھے
لب جو ہزارون تھے زیب چمن — بنفشہ سمن سیوتی نسترن
درختون کے میوے تھے سب خوشگوار — بہی سیب انگور و خرما انار
قطار غزالان حسین برق دم — شلنگون سے ہر دم تھی سرگرم
خوش انداز طاؤس رشک پری — خرامان تھے طاؤس و کبک دری
بھرا تھا جو نہرون مین آب صفا — موافق تھی ہر طرح آب و ہوا
حرارت سے تھی تنگ و بیتاب سب — سمندون سے اوترے لب آب سب
کسی نے نہ پھیری وہان سے لگام — پسند آیا ہر شخص کو وہ مقام
نہ اس تہ کو پہونچا کوئی نکتہ دان — کہ تنگی فراخی سے توام ہے یان
زحل ہے کئی ماہ سے ہمرکاب — بنائیگا سب کو گل آفتاب
دم صبح ہونگے پریشان تمام — نہ لشکر رہیگا نہ دربار عام
گل و لالہ پر ابتری آئے گی — سموم خزان باغ مین چھائیگی
جو تھی لائق صید وہ سرزمین — سرور و شفا بخش جان حزین
دم صبح اوٹھ کر شہ نامدار — چلا جانب بحر بہر شکار

که خوش صید سے اپنا جی کیجیے   مے لالہ گون یا کزک پیجیے

یہ سوچا سر دست یہ زینہار   کہ بن ہی مین بن جاویگا خوش شکار

کمتر ہی عدو میرے رہزنی   بھولاوے گا سب میری صید افگنی

لگا دیگا وہ ناوک سینہ دوز   کہ کھٹکے گا ہر دم کلیجے پہ روز

جو صیاد ہوتے ہین مشاق کار   نہیں اون سے بچتا ہے ہرگز شکار

جہان تھا وہ صیاد یعنی شہ شکار   گئی مثل یک صبا بے درنگ

خزان کا دن آتا ہے اب دیکھیو   بگڑتا ہے رنگ طرب دیکھیو

خوشی سے کہا جاکے اے نوجوان   مہر سروران فخر شاہنشہان

ملی گی نہ ایسی کسی روز گھات   مری بات کا جانیے اب ثبات

نشانے پہ ہے وہ غزال خطا   کرے گا نہ اب تیر میرا خطا

مرے پاس سب ساز طیار ہی   فقط ایک گھوڑے کی درکار ہی

سر شام تا یہ مین جب پاؤن گی   ضرور اوس پری کو اوڑا لاؤن گی

اوسے تھی بھلا کب تحمل کی تاب   کئی دن سے بیٹھا تھا پا در رکاب

منگا کر وہین توسن باد پا   اوڑا لیکے ساتھ اپنے مثل ہوا

جہان تھا بپا خیمۂ سیم تن   پہونچ ہی گیا صورت راہزن

ہوا جاگزین گوشۂ تنگ کا   کہ نامرد تھا عرصۂ جنگ کا

بنا اپنے مطلب کو زن راہزن   چھپایا دوپٹے سے سارا بدن

کہ خوف رہزن تھا گذرگاہ مین   کھڑے تھے نگہبان جا بجا راہ مین

ہزارون مین تھی جاگنے کی پکار   غضب دو دن دیکھ کر تھے سوار

صداے سمندان تھی وہ تیز گزند | ہزبرون کا ہوتا تھا پیشاب بند
گھوڑے تھے جو پہرے پہ پہرے تمام | گذر سے تھا پیک صبا سست گام
گذرتا تھا بے اذن جو سوی باب | وہ رہتا تھا پہرے پہ پہرون خراب
اگر پاس خیمے کے پاتے اوسے | طنابون کی بندش کساتی اوسے
کہ یہ مرد یکتا وہ تھی دس ہزار | جہان سو ہون دو چار کا کیا شمار
سر رہ اوسے الغرض چھوڑ کر | گئی پاس بانو کے وہ حیلہ گر
کہا اس گھڑی شاہ عالی تبار | لب آب جو کھیلتے ہین شکار
خوشی سے سب آسودہ و سیر ہین | ہر اک قسم کی مچھلیان ڈھیر ہین
چنی ہے گزک بھن رہی ہین کباب | بھری کنٹھرون مین ہی رنگین شراب
چھلکتے ہین ساقی پیالون مین مے | بجاتے ہین مطرب خوش آواز نے
فرح بخش ہے گرچہ بزم سرور | مگر غمکدہ شہ کو ہے بے حضور
حقیقت مین عاشق کو بے روی یار | خوش آتی نہین چاندنی کی بہار
اگر مفت پاے لگاے نہ ہاتھ | مزہ مے کا ہوتا ہے دلبر کے ساتھ
گھڑی تہین بہت دستگہ لونڈیان | سمجھ کر وفادار مجکو وہان
کہا تو ابھی مثل باد صبا | اوڑاتی ہوئی اوس چمن کو چلا
تامل کا مجکو تحمل نہین | مین مشتاق ساز تحمل نہین
سبک گام توسن پہ ہو کر سوار | جمال اپنا دکھلاے خورشید وار
نہ محمل نشین ہو نہ ڈالے نقاب | فقط منہ پہ برقع ہو بہر حجاب
وہ کیا جانتی تھی کہ یہ خود غرض | تپ عشق کا پیدا کرے گی مرض

بنا سے گی بیمار سے غم سے زار | سہا جائیگا ہڈیون مین بخار
ہوئی ایسی فطرت سے نیرنگ ساز | کہ گھبرا گئی وہ بت دل نواز
منگا کر سر راہ سے بارگی | ہوئی بس سوار اوس پہ یکبارگی
ٹھہر کر نہ لیتی تھی یکدم قرار | سمند ہوا پر تھی گویا سوار
سبک گام تھا آگے آگے عدو | دوان پیچھے جاتی تھی یہ ماہرو
چھپایا وہ پٹے سے منہ اسقدر | کہ دیکھا نہ رخ مہ نے منہ پھیر کر
سر راہ دریا ملا اک کہین | بلا کے جہان موج زن تھا کہین
کسی جا نتھا گھاٹ بہر عبور | کنارہ تھا پانی کا نظرون سے دور
جہاز اوس طرف سے گذرتی تھی | گرانبار لنگر ٹھہرتے نہ تھے
دیا ڈال گھوڑے کو بیباک جلد | گیا طیر بحر خطرناک مبلد
اوچھلتے تھے گھڑیال ناکے مگر | نہ کھٹکا وہ خود کام مطلق مگر
پری بھی اوسے جان کر شہریار | ہوئی غوطے کھا کھا کے دریا کے پار
سمجھی کہ یہ غول گمراہ ہے | سیہ کار عیار بدخواہ ہے
وہان سے بھی آگے بڑھا وہ شریر | کہ خشکی مین تھی دہشت دار وگیر
پکارا کئی بار کہ اے بادشا | ٹھہر جا لب آب دم بھر ذرا
نہایت ہون درماندگی سے مین تنگ | سنا تو وہ لیکن نہ بولا ہشنگ
نہ پایا جب اوس گبر سے کچھ جواب | ہوئی تب وہ بت مائل اضطراب
اوٹھا کر رخ ماہوش سے نقاب | ہوئی گرم بین صورت آفتاب
نظر آئی جب شکل نا آشنا | ڈری سخت دل مین وہ نازک ادا

کہ بیشک کوئی جیکا دشمن ہی یہ | سیہ کار عیار رہزن ہے یہ
پری بنکے آیا ہے یا دیو زاد | الٰہی بر آئے نہ اسکی مراد
یہ ہے قید شیشے مین مثل شراب | کہ مستی سے ہی حال اسکی خراب
نشے سے جوانی کے مخمور ہے | مے شوق کا جام معمور ہے
ہوا دل کے خطرے سے جب بدگمان | تو پوچھا ترا نام کیا اے جوان
خدا کے لیے دے جواب سخن | ترے خوف سے کانپتا ہی بدن
اگر نام اپنا نہ بتلائے گا | مرا دم اسی دم نکل جائے گا
جو دیکھا کہ گھبرا رہی ہی کمال | قمر سے بنا چاہتی ہے ہلال
رعونت سے بولا کہ ای بے نظیر | فروغ جہان رشک بدر منیر
زمین پر مین ہون شاہ انجم سپاہ | مرا تاج زرین ہے رخشندہ ماہ
ستارون مین ہی مہر سب سی بڑا | مرے در پہ رہتا ہے پہرون کھڑا
کرے تو کسی پر بدی کی نظر | مرا رعب چھایا ہے مریخ پر
عطارد زحل زہرہ و مشتری | یہ ہین میرے ہاتھون کی انگشتری
مہ آسمان کی حقیقت ہے کیا | کرے تو نگین کا مرے سامنا
جسی چاہون کر دون مین زیر و زبر | سمجھتا ہون بہرام کو گور خر
پہاڑون سے اونچا ہی چرخ برین | مگر پست ہی میری در سے کہین
ہمایون سے اکبر ہے رتبہ مرا | جہانگیر کا کب تھا یہ مرتبہ
مین ہر چند ہون مالک بحر و بر | نہ پروائی گوہر نہ پروائی زر
مگر ہون ترا اے مہ نیکنام | ازل سے درم نا خریدہ غلام

کیا تو نے مجکو نہ کیونکر پسند
زلیخا کو صد آفرین واہ واہ
ہری مجھسی نا آشنائی تجھے
ترے غم مین شب بھر رہا مین تباہ
نہ لیتا تھا ب تیرے سوز کا نام
مرے زخم خندان کا دستور تھا
رولا کر جو کرتا ہنساتا تو ان کو نگ
مہینوں یہی ظلم ہوتا رہا
کیے جب بہت چرب شیرین کلام
کہ پیدا کھٹائی مٹھائی مین تھی
کیے اوس حلاوت کی کیون آرزو
خجالت سے کی پہلے کھا کر نہ بات
یہ سوچی پھر آخر وہ خورشید رو
ہوئی قید دست دغل باز مین
نہ بازو مین شہپر نہ پا سے فرار
گلستان کی فقرے سناؤن اگر
بنام جہان دار جان آفرین
چلون شیخ سعدی کی اب ڈگ پر
ظرافت بہ مستی ہے ہر بات سے

کہ یوسف سے رتبہ تھا میرا بلند
گیا چاہ کا مول لیکر شباہ
ذرا بھی مروت نہ آئی تجھے
کسی دن نہ کی ذحمت زر کی چاہ
حقیقت مین تھا مجکو سونا حرام
کہ ہر دم طلبگار ناسور تھا
بچھاتا تھا چاندنی مین پلنگ
کہ ہنستا رہا وہ مین روتا رہا
گئی سوکھہ ڈر سے وہ ماہ تمام
عداوت کھلی آشنائی مین تھی
پیالے جسکے کھانے سے کام و گلو
وبال ورزبان مین تھی گویا نبات
پچھیلی نہ سبے مکر اب آبرو
پڑی تھا پھنس گئی پنجۂ باز مین
سر دست جاتا رہا اختیار
سبق بوستان کا پڑھاؤن اسی
حکیم سخن بر زبان آفرین
کہ ہے نظم و نثر اوسکی لعل و گہر
بھرے ہین اوسکی حکایات سے

کرون ایسی دم دے کے میٹھے کلام ۔ کہ سمجھے یہ کافر مجھے اپنا رام
جو دے دستگاہ ان پری بالکے پر ۔ ابھی میرا سایہ نہ آسکے نظر
کرون کیا کہ بے دست و پا ہو گئی ۔ گرفتار دام بلا ہو گئی
خدا اپنا دکھلائی وہ انتظام ۔ کہ عصمت سے ہو بہر قلمرو میں نام
تورع سے مشہور عالم رہون ۔ زمانے مین ہمنام مریم رہون
غرض اس سے ہون اب سخن ساز بین ۔ ہون بلبل باغ کشمیر از مین
لب سرخ سے گلفشانی کرون ۔ اور الطف رنگین بیانی کرون
بہت کر کے یون گفتگو مہ نہان ۔ کیا جذب الفت پھر اپنا عیان
کہ اے عالم افروز انجم خدم ۔ شہ آسمان جاہ و دارا حشم
جوانی پہ کیا بالے پن ہی سے مجھے ۔ محبت ہے شاہ زمن سے مجھے
نہوتی مجھے چاہ کیون شاہ کی ۔ کہ توقیر ہے قمر سے ماہ کی
نہ روشن ہو آتش سے جبتک چراغ ۔ سیاہی سے ہے سینہ مہ کا داغ
بڑھی تاج شاہان سے آب گہر ۔ وگرنہ تھا یک قطرہ آب تر
گل سرخ ہے آب رنگ چمن ۔ نہین گل تو ہے شمع سے انجمن
مجھے تھی زلیخا سے بھی بڑھ کر چاہ ۔ کہ ہین رشک یوسف غلامان شاہ
غلط ہے کہ تھی دشمن کو مکن ۔ مرے حق مین شیرین تھی پیرزن
کہ پہونچا دیا مجھکو خسرو کے پاس ۔ کہان تک جدائی مین تھی اداس
مرقع سے منگوا کے تصویر شاہ ۔ مین رکھتی تھی ہر وقت پیش نگاہ
فقط دیکھنی مین تھی آنکھوں سے دور ۔ رہی مثل آئینہ پیش حضور

شب غم مین رہتی تھی بستر پہ تنگ — مرے حق مین تھی چارپائی پلنگ
سگ پاسبان شیر مجھ پر تھے سب — نگہبان مرد مجکو اژدر تھے سب
مرے جیکو آفت تھی ہر آن سے — نکلنے نہ پاتی تھی دالان سے
محل مین تھا تنگی سے رہنا گران — مجھے کنج زندان تھا صحن مکان
نہ ہٹتا تھا جو گھٹتے جی کو وہم — کہ آتے ہین حضرت کہ شاید قدم
پری کی طرح کاش ہو جو پر — پہنچتی مین اڑکر در شاہ پر
ہوئی تھی تب غم سے یہ ناتوان — کہ زیور تھے سونے کے مجکو گران
در گوش شمع عزا خانہ تھا — چراغ سر گنج ویرانہ تھا
پہنتی تھی کانون مین جب بجلیان — جلاتی تھین مانند برق طپان
رلاتے تھے خون تک تو جھالے مجھے — دوبالا ستاتے تھے بالے مجھے
نہ کرتی تھی جھومر پہ ہرگز نظر — کہ تھا ضعف سے باعث درد سر
شب ہجر مین پا کے تنہا مجھے — جلاتا تھا سورج کا ٹیکا مجھے
بنے تھے مرے نتھ کے در عدن — لہو روتے روتے عقیق یمن
سدا ہیکل کی مین تھا وحشت بپا — گلا گھونٹ ڈالے نہ چنپا کلی
سراپا تھی مجھ پر مصیبت کڑی — جہان گیریان تھین مجھے ہتھکڑی
جو تھا لالہ سان دل پہ داغ سیاہ — نہ کرتی تھی ہتھ پھول پر مین نگاہ
نہ آتی تھی سونے مین جگنو کی تاب — جلاتا تھا گویا مجھے آفتاب
کچھ ایسی تھی اوس سے مجھے عار سی — کہ رکھتی نہ تھی ہاتھ مین آرسی
ستاتی تھی ہر دم چھڑی پاؤن کی — کڑی ہو گئی تھی کڑی پاؤن کی

مچاتی تھی جو شور وقت خرام کھٹکتی تھی خلخال سے مین مدام
کیا پاؤن سے آخر اوسکو جدا کہ ہر وقت رہتی تھی آفت بپا
مرے کان تھے کان یاقوت و زر دُرِ بیش قیمت سے درج گہر
زمرد کی مندری بھی وہ آبدار کہ تھی سبزی نخل گل شرمسار
چمک مین قمر سے دوچند آج ہین کہین ایسے نیلم نہ پکھراج ہین
جواہر تھے موجود ہر کان کے منور تکلف نئی شان کے
نظر مین مرے ریزۂ سنگ تھے زبونی سے انگشت بدرنگ تھے
کھٹکتی تھی ہیرے سے آٹھو پہر کہ دیتا تھا وہ جان کنی کا ضرر
غم شاہ مین بار خاطر تھی سب حقیقت مین پتھر جواہر تھی سب
کسی شے سے مین دل لگاتی نتھی کوئی چیز عالم کی بھاتی نتھی
نہ شربت نہ پانی کی رکھتی تھی چاہ نہ کرتی تھی شیر و شکر پر نگاہ
نہ کھاتی تھی کشمش نہ بادام تر نہ پستہ نہ اخروٹ قوت جگر
نہ انجیر و خرما نہ سیب و انار نہ انگور پروردۂ شاخسار
ہمیشہ رہی خون دل کر کی نوش نہ آئی کبھی نوبت آب جوش
فلک پایہ سونے کے رنگین پلنگ سکھاتے تھے سونے کا ہر دم جو ڈھنگ
نہ سوئی کبھی اون پہ مین ہو کے سیر رہی شیر قالین نیستان کی سیر
پلنگون سے گھٹتی تھی ہیبت سے جان پلنگون سے گویا بھرا تھا مکان
نہ تھا ذوق کرسی نہ شوق سریر مسہری سے خوشتر تھی مجکو حصیر
برنگ عروسان صحن چمن پہنتی نہ تھی لالہ گون پیرہن

کبھی خواب میں پان کھاتی نہ تھی
کف پا میں مہندی لگاتی نہ تھی

مسی کا نہ سرمے کا تھا اشتیاق
سیاہی سے تھی گرد شام فراق

نہیں شکل سے تلخ بی بی تھی میں
شکر کی طرح صاف شیرینی میں

رہی اپنے خسرو پہ ہر دم نثار
عبث عمر کھو دی نہ فرہاد وار

دعا مانگتی تھی کہ یا ذوالجلال
ملے گا مجھے جب نہ نیک فال

اوسی دن سے مانند چلہ نشین
رہوں گی میں اک ماہ خلوت گزین

نہ دیکھوں گی تا شام روئے طعام
کہ روزے میں ہوں گا کھانا حرام

پھر آئیگا بعد اسکے وقت عید
خوشی سے مناؤں گی ہر روز عید

مہینا بھی شوال کا ہے قریب
بہر شکل یاور ہیں میرے نصیب

وہ فوجیں کرم سے غلامان شاہ
کریں قول کا میرے کچھ دن نباہ

ہوں خواہش وصل سے بیقرار
کہ دکھلائے گا لطف مے انتظار

جو قابو میں تھی وہ غزال ختن
گرفتار مگرہ کمند و رسن

م پاسے معذور تر ہر طرح
اسیری سے بے بال و پر ہر طرح

چھپا اوسے میں اوسکے وہیں آگیا
فریب پری سے خطا کھا گیا

یہ سمجھا کدھر اوڑکے اب جائیگی
پری سکے کہاں بال و پر پائیگی

مرے شہر گرد دریا ہیں چار
غضب تند و زخار و مشکل گذار

حریف آسکیگا نہ ہرگز یہاں
کہ ہیں مشکلیں آہنی درمیان

سر تا سکے پہنچے جو دوڑ کا
بہت زک اوٹھائیگا پچھتائیگا

کہ ہے عافیت تنگ ہمدرد کی
نہ ٹوٹے گی دیوار فولاد کی

بنا کر سر رہ سرائے عجیب — اوتارا پری کو وطن کے قریب
برابر جو دربان سلیمان سے تھے — پری کے نگہبان دل و جان سے تھے
ہر اک در پہ سو سو مقرر کیے — نظر بند سب روزن در کیے
یہ ڈالی طرح ظلم و بیداد کی — کہ تھی ضیق مین جان صیاد کی
نہ جاتا تھا کوئی اودھر بہر صید — جو جاتا تھا ہوتا تھا پھر خود مین قید
شکاری سے ہر وقت بد ظن تھے سب — نظر باز کے سخت دشمن تھے سب
نہ اوڑتا تھا دھوکھے سے جز ادھر — کہ سی لین نہ آنکھین کہین دیکھکر
ہرن کا گذر اوس طرف تھا محال — اگر دیکھتے آنکھ لیتے نکال
عدو ہر حریفان تھے وہ سر بسر — مسافر کی کرتے تھے خاطر مگر
یہ سب اوس پری کی اشارے سے تھا — کہ دل شاد اوسکا سہارے سے تھا
جو آرام ہر شے کی پانے لگے — مسافر زمانے کے آنے لگے
سجھا کر مصلی کو وہ نازنین — ہوئی مثل مرتاض خلوت گزین
دیا حکم جو آکے ٹھہرے یہان — گدا بادشا پیر یا نوجوان
خبر اوسکی ہر روز ہنگام شام — مرے پاس پہونچے برابر مدام
نہ چھوٹے سے موبیان سے ذرا — کرو یون مفصل زبانی ادا
یہ صورت یہ رنگت یہ انداز ہے — چلن اس طرح کا یہ پرواز ہے
بہم دوش سے دلق ہے یا قبا — حریر اوسکے بر مین ہے یا بوریا
کدھر عزم در پیش کیا کام ہے — ہوائے ختن یا سر شام ہے
ہوا رنج غربت سے کیون خستہ تن — بنا کسکے خاطر غریب الوطن

تن و رخ یہ کیا نقص ہے یا کمال | مہ آسمان سیہ ہے یا ہلال
سیہ فام زنگی ہے یا پرتگال | فرنگی ہے یا گر جیسے خوش جمال
توانا ہے یا خستہ و زار ہے | تہیدست یا مرد زردار ہے
صفائی سے ہمدم ہے آئینہ وار | غبار الم سے ہے یا زیر بار
گھنگھروالے یا پرشکن بال ہین | کہان داغ منہ پر کہان خال ہین
سیہ چشم یا موی میگون ہے وہ | وفا پیشہ یا تشنۂ خون ہے وہ
سپاہی پیادہ ہے یا شہسوار | جوان صف آرا ہے یا شہریار
جدا نوک ابرو کی ہے یا بہم | کمان دو تا یا ہے تیغ دو دم
خط سبز کا منہ پہ آغاز ہے | صفائی سے یا جلوہ پرداز ہے
مجوسی ہے یا شیخ یا برہمن | مسلمان ہے یا کافر راہزن
یہودی سیہ دل ہے یا ارمنی | خطائی ہے خونریز یا حرمنی
شہ عالم آرا ہے یا بے نوا | امیر جہان یا ہے مسکین گدا
غرض اس سے یہ تھی کہ شاہ و وزیر | بنینگے مری چاہ مین پھر فقیر
خبر آخر اک دن کہین پائینگے | پہونچتے پہونچتے پہونچ جائینگے
مجھے ساقیا غم مین آکر سنبھال | ہوئی بے صنم زندگانی وبال
ابھی سوی میخانہ لے چل مجھے | کہ بے وقت رہی نہین کل مجھے

بیقرار ہونا شاہزادے کا فراق مہربانو مین اور پہونچنا بعد مدت دراز کے مہمان سرا مین

سحر شام جب شاہ خورشید جاہ | پھرا صیدگہ سے سوی خیمہ گاہ

تھی پرتو افگن جو وہ شمع رو | اندھیرا نظر آیا ہر چار سو
تپ غم سے کھانے لگا دل پہ داغ | کہ کیونکر ہوا گھر مرا بے چراغ
درین بزم رہ نیست بیگانہ را | کہ پروانگی داد پروانہ را
کیا غیر نے گھر میں گھر کس طرح | ہوئی پاسبان پہ غضب کس طرح
سواروں کا پہرہ تھا ہر چار سو | کھڑی تھی پیادوں کی صف روبرو
علم سب کے ہاتھوں میں تلوار تھی | کھڑی در پہ لوہے کی دیوار تھی
وہ تھا کون روئین بدن کوہ تن | تو ہی دست شمشیر زن صف شکن
جو آکر یہاں مثل برق طپان | ہوا خرمن مہ میں آتش فشان
کوئی اس جگہ خار دامن نہ تھا | عدو سے دراندازِ گلشن نہ تھا
تو ہی ظن تھا اوس پیرزن پر مرا | کہ اک دن اوجاڑیگی یہ گھر مرا
کسی روز دوڑا کے مخفی سرنگ | اوڑاویگی باروت سان بیدرنگ
گری یک بیک یان جو برق بلا | شرارت اوسی کی ہی سمجھتا ہیا
وہ ظالم تھی ہر چند ٹوٹی کمان | نہ تھا اوس سے ناوک زنی کا گمان
مجھے تو چھری یک قلم ہو گئی | قدِ خم سے تیغ دو دم ہو گئی
دیا ہے نشانی وہ زخم سنان | کہ خون رو رہا ہے دلِ ناتوان
کروں کیا میں جراح سے التجا | نہ مرہم کا موقع نہ ٹانکے کی جا
ٹھہرتا ہے پھوڑے پہ پھاہا کہاں | جو ہوتا ہے باہر بدن پر عیان
بندھیگی نہ اب شکل انگور کی | ہر دست دہشت ہے ناسور کی
شب مہ کے کب تک سہونگا ستم | کہ ہے چاندنی بہر مجروح سم

جو چلتی مرے راہ پر وہ پری — تو رہتا مین سب آفتون سی بری
وہ دھوکھے مین صیاد کے آگئی — غزال ختن تھی خطا کھا گئی
نکلتی اگر ہمرہ کاروان — تو اوس پہ شک یوسف کا ملتا نشان
خدا جانے وہ روبہ حیلہ گر — اوڑا لیگئی اوس پری کو کدھر
چھپایا ہو کس دشت پرخار مین — ترائی مین ہو یا چمن زار مین
نلیگی جسے وہ پری بے خلل — بنائیگا بیشک سلیمان محل
کہین آبرو مین نہ آجای فرق — کہ زیور سے ہی سر بسر زرق برق
جسے آبرو کی ہے دنیا مین جاہ — وہ کرتا نہین مال و زر پر نگاہ
لٹا کر اوسی وقت مال و منال — بنایا پھر اپنا گدایانہ حال
جو تھی روز اول کی ہمدرد جان — شدہ تو یہ سوجان و دل سے نثار
اونہین کو کیا پھر شریک الم — چلے ساتھ آہون کے لیکر علم
وم سرد ہمراہ بھرتی ہوئی — سر شکون سے چھڑکاؤ کرتی ہوئی
تہی بینوائی سے مسکین گدا — ہوئی رنج غربت مین پھر مبتلا
چلی جیسے تھی گھر سے زار و نزار — زیادہ ہوئی اوس سی بربادو خوار
ستم ہے ستم ہی کہ پانچون امیر — بنے اوس پری کے لیے پھر فقیر
نہ رحم آیا گردون دون کو ذرا — کیا دم مین برباد گلشن ہرا
جو تھین سنبل و سوسن و نسترن — گل اندام خوشرنگ نازک بدن
سو درسن صبا نازبو سیوتی — چمن کا سنی مالتی ..... کیتکی
نعوش اندام گلرنگ چنپا گلاب — مدن بان سوسیج مکھی ماہتاب

نواسی ہے ہزار اکیول ارغوان　　رتن منجری چاندنی گل فشان
صنوبر سرافراز گلشن نسیم　　دلارام گلفام ریحان شمیم
گہر نور رتن گلبدن جعفری　　دلاویز سبزہ زمرد پری
تباہی سے بوئی چمن بن گئین　　مصیبت زدہ بے وطن بن گئین
جو تھی رستم زال رنگی غلام　　خداداد شمشاد فولاد نام
پری چہرہ پروردۂ غمز و ناز　　دل و جان محمود رشک ایاز
فریدون دلاور سکندر وزیر　　جہان گیر شمشیر شیدی البشیر
خوش اقبال نور رخشیدی بلال　　دل افروز خورشید روشن جمال
سیاوش جمشید افراسیاب　　سپہر آسمان جاہ گردون جناب
ظفر صف شکن بہمن اسفندیار　　سرافراز شمشیر زن ذوالفقار
دلارام بہرام شیدی ظفر　　زبرجد زمرد حسین خوش نظر
جوان بخت الماس نیلم نظیر　　مشرف بہادر جواہر امیر
گل اندام یاقوت فیروزہ نور　　گہر غیرت حور غلمان ظہور
خرابی سے بے سروسامان ہوئے　　خزان دیدہ نخل گلستان ہوے
ادھر وہ ستمدیدۂ روزگار　　ہوا دشت پیما مع چار یار
نہ چھوٹا تجسس سے اوسکے کہین　　کوئی کوہ و صحرا و روے زمین
شب و روز مانند خورشید و ماہ　　شتابی سے رہتا تھا سرگرم راہ
سر شام کرتا تھا اندک قیام　　کہ ہے سد باب سفر وقت شام
کئی دن ہوئی جب سفر مین بسر　　سر راہ دریا اک آیا نظر

تلاطم سے بیڈھب تھا موجونکا رنگ
خم موج سے دم بدم وار پار
مگر ایک آفت تھی اوسمین بڑی
فزون تر سمندر سے تھا شور مین
تردد سے سبکو ہوا انتشار
کہین سر اوٹھاتی ہے موج بلند
کرین پار جانیکی کیا ہم سبیل
کھٹکتی ہے جان اپنی طوفان سے
کہان کشتیٔ نوح ہم پائینگے
نہ جیحون نہ سیحون نہ ہے سارجو
غضب تند و زخار دریا ہے یہ
کہ گھاٹ اسکا ہے گھاٹ تلوار کا
جدھر دیکھتے ہین غضب کاٹ ہے
جو طیر بیٹھینگے شیشہ بھک جائینگے
نمایان نہین اس سے کل گذر
بڑی دیر تک غرق حیرت رہی
یہ سوچے پھر آخر بحکم خدا
شناور سبک چابک و ہوشیار
کسی آشنا سے جو ملتی خبر

اوچھلتے تھے مینڈھک برنگ نہنگ
نمایان تھی تیغ جہازی کی دھار
کہ تھا خوف گھڑیال کا ہر گھڑی
نہین کم تھا ستلج سے زور زمین
کہ کسطرح جائینگے دریا کے پار
کہین قعر گرداب سے ہے گزند
کہ سوتے ہین سب اسکے دریا مثل
یہ دریا ہے عمان سے مرات سے
سلامت جو اس پار تک جائینگے
سمندر سے گہرے ہے چار سو
لہو کا زہر سے پیاسا ہے یہ
ہر آب پر شور سے دھار کا
ملا دامن قاف سے پاٹ ہے
بھنور میں پھنسی تو اٹک جائینگے
تلاطم سے ہوتا ہے پانی جگر
گرفتار دام مصیبت ہے آہ
کہ ساتھ اپنے موجود ہے ناخدا
یقین ہے کہ بیڑا لگائیگا پار
تو خالی جہاز آئیگا کل ادھر

تو روز وسے کرتی بسر آج اور
جو ملاح دریا سے تھا بحظ
مگر سوس گھڑیال بھی تھا تنگ
وہ شہباز کی طرح تھا تیز پر
گئی کاٹ کر شاخ دریا سے رہیت
سبکبار اس میں یا سے دریا پار
بچھڑ جب سمندر کی جھال سے
گھر کر بقطرہ وہ گھڑی گھاٹ سے
گئی دن تلک صبح سے شام تک
دیار عجم سے عرب تک گئے
نہ چھوڑا کوئی ملک تا اصفہان
رہبر بسکہ سرگرم صبح و مسا
گئی جب ہرن کی طرح بندھ کر
ملی شام غربت سے فرصت ذرا
صبا کی طرح یعنی پہنچی وہاں
زبس پر تکلف تھی مہمان سرا
جہاں اور اونٹ سے ہوتی تھی تمام
جو تھی مہتمم اسکے مہمان نواز
بٹھا کر سر بزم توقیر سے

خدا ہی پہ رکھیے نظر آج اور
تمنا اوسکے پانی بین تاکی کا ڈر
سنا اوسکے عداوت سے پیشتر فلک
کہ یہ کرکے ہرنا تھا بحری کا ڈر
نرالا یا کشتی تھا ایک تخت
اڑا لے گیا اسکو نہ بیابان
ہر اک نے بات انبال گھڑیال سے
چلا ساحل بحر سے گرم تر
ہرا ہر بچھڑ سے روم سے شام تک
بیابان میں ہو کر حلب تک گئے
نہ چھوڑا رومی نہ ہندوستان
ہوئے شام و آشام سب پریا
خطا و ختن چین تاتار تک
ہوئی صبح امید چہرہ کشا
جہان تھی وہ گل رونق گلستان
مسافر کی ہر شے کا تھا آسرا
فرش ہوگی جاکے ہنگام شام
ہوئے آکے موجود با جملہ ساز
کیا تازہ دم شکر و شیر سے

وہ شربت پلائے کہ خوش ہوگئے — تر و تازہ سب لالہ وش ہوگئے
پھر کھانے اقسام کے — جو مطبوع ہیں طبع اسلام کے
مزے دار خوش رنگ شیرین پلاؤ — پراٹھے مزعفر سبک نان پاؤ
صفا خوش مزہ آبی و شیرمال — دل خستہ ہوتا تھا جس سے بحال
کباب و جگر مچھلیاں خوش نمک — جو بی بادہ دیتی تھیں لطف کرب
بہی سیب و بادام و کشمش انار — رطب آبجوش انگبین خوشگوار
شکر قند معجون و حلوائے تر — غذائے دل و جان و قوت جگر
کھلائیں عجب قفلیاں برف کی — مرا جسم گیا خوش ہوا اور جی
غرض ترش و شیرین تھے سب خوشگوار — شکر شیر و حلوا مربا اچار
ادھر غم سے شکل گدایانہ تھی — ادھر دعوت بزم شاہانہ تھی
نکامت کے دیکھے جو کھانے تمام — ہوئے میزبانوں سے یوں ہمکلام
کہ ہے کس سخی کی یہ مہمان سرا — جو تفریح خاطر سے ہے جان فزا
مہینوں سے ہم ناچتے ہیں یہیں — یہ دولت یہ نعمت نہ پائی کہیں
سفر میں ملے سیکڑوں یار لوگ — نہیں ایسے دیکھے طرحدار لوگ
ہم آئے تھے منزل کی ماری ہوئی — مہینوں نہ رستے کے ہارے ہوئے
تمہاری عنایت دوا ہو گئی — حرارت سفر کی ہوا ہو گئی
سگ پاسبان سب ہیں شیرین لوا — تکو خلق طوطی زبان باوفا
سر شام تک مثل گردروان — مہینوں پھرے ہمرہ کاروان
کسی جا گدا و شہ سرزمین — اس اخلاق سے پیش آئی نہیں

ٹھہرتے ہو کسکی طرف سے یہان — یہ ہے کس مسیحا نفس کا مکان
کہ ہر در سے آتی ہے آواز قم — نشان لحد ہے نگاہون سے گم
عیان جو کھنؤن سے ہے شان خلیل — بنا ہے یہین کیا مکان جلیل
نمایان حرم کے سب آثار ہین — کھڑے چار سو مرد زوار ہین
مدینے کے بھی لطف ہین آشکار — یہین میر حمزہ کا ہے کیا مزار
ثنا خوان رہے وہ تک جب تمام — کیا یون یہ لطف سخن شاد کام
کہ ہے اوس سخی کی یہ مہمان سرا — نہین جسکا ہمتا کوئی دوسرا
جمیل و حسین رشک ماہ تمام — فروغ جہان مہربانو ہے نام
دیا اوسکو خالق نے ایسا جمال — کہ عالم مین ہے مثل نور بیمثال
اگر اندر اوسکو کہین یا جہان — بجا ہے کہ ہر شے ہے نادر یہان
مکان سارے خوبی سے معمور ہین — خواصین پری لونڈیان حور ہین
یہ خوبی سے آراستہ ہین تمام — کہ خلد برین کے ہین غلمان غلام
زمانے مین شہرہ ہے نام اوسکا نو — مسافر نوازی ہے کام اوسکا نو
نہ گردید محروم زین بارگاہ — چہ روے سپید و چہ بخت سیاہ
جو آیا یہان شاد و خندان رہا — دل و جان سے مرہون احسان رہا
طراوت سے شاداب ہی یہ زمین — سر ملک پنجاب ہے یہ زمین
عیان ہر طرف لطف کشمیر ہے — کسیکو نہ سودا نہ تبخیر ہے
حرارت کا مارا جو آیا یہان — ہرا ہو گیا مثل سبزہ یہان
امیر و گدا جو یہان آ گئے — سپاٹو کی گویا ہوا کھا گئے

مصفا گھر بار زیر حصار
بھرین آب زمزم سے نہرین ہین چار

کئی ایک تالاب سے ہین قریب
لبا لب پر از آب شیرین عجیب

مزہ ہے جو گلشن کا حاصل یہان
بہار چمن سیر آب روان

گل و لالہ آتے ہین ہر دم سے
دیکھاتے ہین جوبن سے عالم نئے

خدا نے عجب اسکو رتبہ دیا
کہ آتے ہین سب اولیا انبیا

بجا ہے کہین گر حرم اسکو ہم
کہ عظمت سے بھرتا ہے نبی کا دم

بچھین ہین صفین صاف بہر نماز
جھکاتے ہین عابد جبین نیاز

ہر اک خادم اسکا ہے شبلی مثال
نمازی جنید زمان نیک فال

دلاویز ہے الغرض یہ مقام
خدا اسکو آباد رکھے مدام

یہ تقریر سنکر شہ دردناک
گرا ہو کے بیہوش بالای خاک

رفیقون کا دل پس گیا درد سے
ہوی کہربا چہرۂ زرد سے

عجب مثل سنبل پریشان ہوئی
کہان سہرو تھے بیدار زان ہوئے

کہ جسدم خبر پائیگا یہ نہنگ
کریگا ہمین بدگمانی سے تنگ

عجب کیا کہ جور ستمگار سے
ملے سربلندی ہمین دار سے

کریگا اگر خون سے در گذر
دکھائیگا زندان کا کنج بتر

گلے کو ستائیگا طوق گران
مچائینگی غل پاؤن مین بیڑیان

ستائینگے جب پشہ ہای زبون
نکل آئیگا ہر بن موی خون

ستم پیشہ کے ایسے دکھلائینگے
کہ داغون سے طاؤس بن جائینگے

کھٹکتا ہے روز صیاد سے
ستم مین نہین کم ہے جلاد سے

جو یہ کاٹ کر پھینک دیتا ہی سر — تو وہ قید کرتا ہے پر نوچ کر
نشیمن سے ہو ہو کے آوارہ سب — ترستے ہین دانے کو بیچارہ سب
رہین کس لیے زندگانی سے تنگ — اوٹھائے بلا اپنی قید فرنگ
وہ لائین بہانہ کہ اغیار سب — رہین فہم معنی سے بیکار سب
رخ شاہ پر ملکے عطر و گلاب — ہوئی بدگمانی کے یون سدباب
کہ ہین شاہ صاحب یہ پورے فقیر — جنید زمان پیر روشن ضمیر
فرشتہ صفت ماہ روشن جمال — درخشندہ خورشید چرخ کمال
گرامی قدر بحر صدق و صفا — مسیح زمان خضر راہ خدا
ہمین بھی ہے بیعت سی حاصل نیاز — مریدی سے خدمت مین ہین سرفراز
انھین نے دلائی ہے ہمت ہمین — طواف حرم کی ہے نیت ہمین
نہ چھوڑا تھا جو کنج خلوت کبھی — اوٹھائی نتھی رنج و غربت کبھی
نکالے جو باہر یکا یک قدم — سفر مین اوٹھائے الم پر الم
صعوبت سے رستے کے بے اختیار — ہوئی سخت بیمار و زار و نزار
بنے شمع سان یک بیک بیسخن — حرارت سے سوکھی کلی سی دہن
مٹے گی یہ گرمی نہ اب بی قیام — رہینگے لب آب تا وقت شام
دم صبح یان سے چلے جائینگے — ہوا اور ہی دیس کی کھائینگے
محبت زمانے سے رکھتے ہین کم — ازل سے جہان مین بدیسی ہین ہم
جو تھے منتظم وان کے مرد شریف — وفادار و غمخوار و جان نحیف
ہوئے سب عنادل صفت گلفشان — سمجھیے اسے خاص اپنا مکان

جو آپ ایسے دو چار عالی وقار رہین جلوہ افروز خورشید وار
بڑھی رونق اس سرزمین کی دوچند فلک سے کہین پائی رتبہ بلند
جمائین جو خوبی سے اس جا قدم بنے یہ مکان بوستانِ ارم
ہر سوری و یاسمین کی بہار دوبالا بڑھی رونق لالہ زار
نہین جانتے تھے کہ یہ پنج تن اوجاڑینگے وقت سحر یہ چمن
یہ شوکت یہ حشمت سب اوڑ جائیگی صبا اور ہی رنگ کھلائیگی
سر شام ہوگا ہجوم جفا بنیگی یہ مہمان سرا کربلا
پلا ساقیا بادۂ خوش گوار کہ نزدیک ہے وعدۂ وصل یار
کوئی دم مین ملتا ہے دلبر مرا مبارک ہوئی مجکو مہمان سرا

نکال لیجانا شاہزادے کا مہربانو کو مہمان سرا سے اور پہونچنا وہان سے بارگاہ ہشتنگ مین اور کاٹنا سر پیرزن مکارہ کا عین محفل شادی مین

سر شام جب آفتاب منیر ہوا برج مغرب مین مسکن پذیر
بدستور ہر شب نگہبان در درِ مہربانو پہ لائے خبر
کہ پانچ آدمی خوش گلو خوش بیان سر شام سے ہین فروکش یہان
مگر سب مین ہر ایک خورشید جاہ فلک مرتبت غیرت ... ماہ
برستا ہے یہ روئے تابان سے نور کہ محفل مین ہے چاندنی کا ظہور
جبین رشک زہرہ ہے منہ آفتاب بدن ہے سمن و مشتری کا جواب
سرا مین سر شام وہ سیم بر ہوا پرتو افگن چہرہ مانند خور

بیاض سحر چار سو چھا گئی — رخ مہ پہ بے رونقی آ گئی
ہوئی صاف گم کہکشان کی چمک — کیا شمع کو سب نے گل یک بیک
بجا صبح دم کا جو ہر سو گجر — مچانے لگا شور مرغ سحر
جھکا کر مغون پر جبین نیاز — لگے پڑھنے شہ ہم بھی سحر کی نماز
الٰہی جہان مین وہ رنگین نہال — گزندے خزان سے رہے بے زوال
بہت ہنسنے چاہا کہ ٹھہرے یہان — رہے مثل گل رونق گلستان
مگر اوسکو جانے کا اصرار ہے — سکونت یہان کی گران بار ہے
خدا جانے وہ سرو باغ جہان — کدھر جا کے مانند آب روان
جو فرمائین اپنی زبان سے حضور — تو شاید ٹھہر جائے وہ رشک حور
کیا سب نے جب یون مفصل بیان — ہوئی خوش نہایت وہ جان جہان
کہ بیشک ہوا فضل پروردگار — مرے شہ کو بھیجا مع چار یار
مدد پنجتن کی بلا شک ہوئی — رسائی خوشی کی یہان تک ہوئی
اوسی وقت یک خوان ملوائی تر — دیا بھیج بہر شہ بحر و بر
جو سرپوش پر چادر گلعذار — پڑی تھی شعر حدار زرین نگار
وہ دیکھی ہوئی تھی شہنشاہ کی — خجالت دہ اختر و ماہ کی
چمکتی ہوئی یک بیک دیکھ کر — ہوا مثل گل اور بھی تازہ تر
ببالید از عیش بر خویشتن — ز شادی نگنجید در پیرہن
بنا کر اوسی وقت پھولونکا ہار — انگوٹھی سے وہ ہی اور دونی بہار
وہ تھی خاص سلطان کی انگشتری — فروزندہ مثل مہ و مشتری

نہ ہرچند نہ مرد عتیق یمن
ہوئی موتیے کی وہ چند آبرو
خواصون کو دے کر وہ وارا شتم
بتواب ہمارے طرف سے فقیر
گدا کو ہے نسبت کہان شاہ کی
تبرک سمجھ کر اسے لیجیے
فقیرون کا تحفہ ہے برگ گیاہ
سوا اسکے کیا دین کہ زر ہین ہم
جو مقبول ہوگا نہ یہ ماحضر
کسی اور در پہ بنینگے فقیر
بہت دن سے کرتی ہین سیر زمین
تعلق کیے ہمنے سب دور اب
ہراک اہل اسلام کو یا خدا
کہ جائین پھر آئین بعیش و سرور
نہین جانتی تھین کہ مثل سراب
حرم سے نکل جائیگی وہ صنم
غرض لیکے اوسکو بصد احترام
جو پائی سلیمان کی انگشتری
نگین سے نشان ملگیا نام کا

جڑے تھے نگین مین جو رشک چمن
بنی رشک پروین گل ناز بو
یہ بولا کہ اے خادمان حرم
کہ حضرت محل آپ ہین ہم فقیر
سمندر کو کیا فیض ہو جاہ کی
سزاوار لطف و کرم کیجیے
کرین اسکی توقیر بانوی شاہ
تہیدست مفلس قلندر ہین ہم
دعا دیکے چل دینگے وقت سحر
جہان مین ہین لاکھون امیر و وزیر
زیادہ ٹھہرتے نہین ہم کہین
زیارت سے کعبے کی منظور اب
یہ ہمت یہ توفیق کر تو عطا
عذاب گنہ سے رہین پاک و دور
کریگا تبرک یہ سب کو خراب
اوجڑ جائیگا یہ مکان صبحدم
ہوئین پاس بانو کی حاضر تمام
ہری ہوگئی وہ زمرد پری
کہ نگ جڑا تھا جمشید کے جام کا

ہوئی دیکھ کر بار کو بیقرار — کہ آتی تھی پھولونسے خوشبوی یار
منگا کر دو سیبدم دوات و قلم — کیا نامۂ عشق آگین رقم

نامۂ مہر بانو بنام سلطان مضمون رنج و حرمان

کہ اے عالم افروز مہر منیر — فریدون نسب شاہ گردون سریر
علاج غم دور افتادگان — تسلی دہ یوسف کاروان
کرون کیا مین اپنی مصیبت رقم — چھٹے جب سے شاہ جہان کے قدم
سراپا ہم آغوش حرمان ہون مین — ستمدیدۂ دور ہجران ہون مین
نصیحت پہ شہ کے جمائی جو رنگ — اوکھڑتا نہ وہ ہو کھے سی میرا پلنگ
کبھی پیچ و خم سے بگڑتا نہ تار — اوڑرتی مرے شہ سے لیل و نہار
پھنسی چنگ دشمن مین جیسی یہان — ہوا غم سے ڈورا تن ناتوان
مجھے کیا خبر تھی کہ یہ پیرزن — وہی ہی جو تھی دشمن کوہکن
تصور نہ وہ ہو گیا او ٹھانیکا تھا — کہ قصہ یہ اگلے زمانیگا تھا
عجب ہے کہ یہ فتنہ گر آج تک — رہی کس طرح زندہ زیر فلک
ابھی تک ہے قایم مرا نام و ننگ — مگر آنے والا ہے اب وقت تنگ
کہ دو دن کی مہلت ہی وعدی مین اب — ستم مجھ پہ ہے آج ہی ہی غضب
قرار آئے تسکین سے کیونکر مجھے — کہ پرسون ہے فردای محشر مجھے
تن مردہ ہے لاغری سے بدن — کفن ہو گیا ہے مجھے پیرہن
بھروسا مین حضرت کا پاؤن اگر — کرون اور مر مرکے دو دن بسر
اگر کل تک آئینگے شاہ جہان — مجھے پائینگے خیریت سی یہان

وگرنہ مین کچھ کھا کے مرجاؤنگی — بد اندیش کو منہ نہ دکھلاؤنگی
کرے وصل کی کوئی لاکھ آرزو — نہ دونگی کبھی جیتی جی آبرو
صدا افسوس اک دن یہ مہمان سرا — بنیگی لہو سے مرے کربلا
اگر بھولے بھٹکے کوئی آئیگا — غذا کیا کہ پانی نہین پائیگا
مجھے سخت ہے غیرت نام و ننگ — یہ کیا دخل جیتا جو پائی ہو تنگ
فقط غم یہی ہے کہ وہ ناصبور — پس مرگ دشمن بنیگا ضرور
خدا جانے کیا قہر دکھلائیگا — کہان نعش جنگل مین پھکوائیگا
قدم شاہ کے چوم لیتی اگر — تو اس ظلم کا بھی نہ رکھتی مین ڈر
ہتھیلی پہ دو دن سے رکھتی ہون جان — فقط کل کا دن ایک ہے درمیان
جو تدبیر کرنا ہو اب کیجیے — دوبارہ مجھے زندگی دیجیے
صدا اے قمر آکر سناؤ مجھے — مسیحا صفت پھر جلاؤ مجھے
یہان ہے رقیبون کا دار و مدار — نہین جز خدا ہے کوئی اپنا یار
غلام حبش ترک روم و خطا — مقرر ہین گرد مکان جابجا
زمانے کے بد رد دربان ہین سب — قضا کی طرح دشمن جان ہین سب
ستمگار سرہنگ جنگی سوار — شب و روز پھرتے ہین گرد حصار
جھروکھے بھی ہین بند دیوار کر — ہر اک طرح لالے ہین دیدار کی
دہلتی ہے ہر وقت ہیبت سے جان — مجھے پھاڑے کھاتا ہے اب یہ مکان
کہ ہم شکل ہے ہر ستون دار سی — مشابہ ہے محراب تلوار سے
مسہری مجھے بن گئی ہے پلنگ — پلنگون پہ رہتا ہے خوف نہنگ

کوئی دم کی مہمان حقیقت مین ہون | مصیبت مین ہون مین مصیبت مین ہون
نہ دل سے بھولے اب مری یہ دعا | رہے شاہ عالم پہ ظل خدا
سدا خلق مین خادمان حضور | رہین رونق افزای بزم سرور

نامۂ تسلی آگین بنام مہربانو از طرف سلطان

پڑھا شہ نے جب نامۂ پر الم | جواب اوسکا رہ رو کیا یون رقم
کہ ای ماہ پر نور اوج صفا | چراغ شبستان مہر و وفا
کرون کیا مین اپنی مصیبت رقم | بنا ہون ترے غم سے بال قلم
رہی اسقدر مجکو مشق محن | مشابہ ہوا تار مسطر سے تن
سفر مین رہا رات دن مین تباہ | مہ و مہر اس بات کی ہین گواہ
نہ ٹھہرا کہین ایکدم راہ مین | گیا تا بہ کنعان تری چاہ مین
مین کہتا تھا پیچمہ اسکی حمد آرہے | پورانی بیابانی کی تلوار ہے
کمان کیانی سے کمتر نہین | خدنگ کمان ہے یہ بے پر نہین
کسی دن یہ روباہ بنکر ہرن | خطا سے دکھائیگی وحشت ختن
سر مو نتھی اوسمین جو راستی | کجی سے نہ کی آخر اوسنے کمی
وہ ہمدمے کے چر کا چھری کا دیا | کہ سر تا بپا خون مین نہلا دیا
چلے جب سفر مین سے ہے ہوشیار | نہو آشنا غیر سے زینہار
کہ رستے مین ٹھگ چور ہر ہر مقام | مسافر کے ہوتے ہین دشمن تمام
بچھا ہو جہان جال ہرگز نہ جا | شکاری کے پھندے سے بچ کر ہو اٹھا
کہ ہے صید گہہ جائے وہم و خطر | طمع سے نہ دانے پہ ڈالے نظر

نہ ہوتی وہ رہزن جو ہمدم تری — نہ لٹتی سر راہ دولت مری
صف اشتران خیل فیلان سست — ہزاران جنگی قوی پا و دست
سمندان چالاک قدم راہوار — علم زن سپہدار جنگی سوار
کنیزان خوشرنگ زربفت پوش — غلامان گلچہرہ حلقہ بگوش
سر راہ افسوس سب چھٹ گئی — چلے تھے کہان اور کہان لٹ گئی
زر و سیم و اسباب و مال و منال — ہوی دست رہزن سی سب پائمال
ترے حال پر مہربان ہے خدا — جو پہونچے ہم اس جا برنگ صبا
چلے گی دم صبح باد شمال — کرے گی تجھے پھر ہنسا کر نہال
سر پر سلیمان بناتے ہین ہم — پری کی طرح اوڑکر آتے ہین ہم
خدا پر نظر رکھ ہراسان نہو — یہ کیا دخل ہے مشکل آسان نہو
الٰہی رہے جب تلک آسمان — مہ و خور سے رونق فزای جہان
نہ پہونچے کبھی تجھ پہ زخم نگاہ — چمکتا رہے برج عصمت کا ماہ
اودھر نامۂ خوشی رقم بھیج کر — جھکا خامہ سان لوح تدبیر پر
کہا یعنی نجار سے کہ ای جوان — ہنر دست سے اپنا بھی امتحان
بنا لا کوئی تخت روان شام تک — کہ پہونچون مین جا اوس دلارام تک
دم صبح ہوگا ہجوم جفا — شب ہجر کی ہو گی آفت بپا
خدا جانے کس کس پہ خنجر چلے — کٹین گے برابر گلے پر گلے
اشارے سے سلطان کی وقت پگاہ — گیا جانب باغ وہ خیرخواہ
بڑی مشکلون سے ملا وہ درخت — بنانا تھا جس سے ہوادار تخت

مگر اوس پہ تھا ماجرا یہ عجیب   کہ بیٹھا تھا ایک اژدہای مہیب
بن نخل سے ایسا لپٹا تھا سخت   کہ توام تھے گویا بہم دو درخت
نگہبان تھا اوس پیڑ کا اژدہا   گذرتی تھی وان پہ باد صبا
کسی ڈھب نہ تھی صورت جانبری   کھٹکتی تھی سایہ سے اوسکی پری
دہلتی نہ کیون اوس سے انسان کی جان   پری و دیو سب کانپتے تھے وہان
بڑی دیر تک سر جھکائی ہوئی   خدا پر رہا لو لگائی ہوئی
جو تھا شاہ پر فضل پروردگار   سحر سے تھا رحمت کا امیدوار
ہہ شام آخر وہ دودِ سیاہ   چھپا آنکھ سے مثل تار نگاہ
ہوا ہشت جان سے جب بیخطر   گیا صورت باد زیر شجر
قلم کرکے دو چار شاخ درخت   بنالایا دم مین ہوادار تخت
فلک سیر پر بیٹھکر یک بیک   اوڑے صورت باد سوی فلک
جہان تھی وہ رشک مہ آسمان   فرود آئی مانند برق طیان
تماشا یہ دیکھا عجب اوسگھڑی   کہ ہین صف بہ صف سب اصیلین کھڑی
پری چہرہ بیٹھی ہے غمسے اوداس   کھڑی ہین وہ گھبرے ہوئی آس پاس
پنہاتی ہین پوشاک گلپیرہن   بنی کو بناتی ہین رنگین دولہن
جماتی ہین پاؤن پہ رنگ حنا   کف دست کو دے رہی ہین جلا
چڑھاتی ہین سیندور بھرتی ہین مانگ   شفق کی طرح لال کرتی ہین مانگ
بڑھاتی ہین غازے سے چہرے کی آب   بناتی ہین مہتاب کو آفتاب
جماتی ہین ماتھے پہ افشان کا نور   ستارہ دن کا دکھلا رہی ہین ظہور

اوڑھاتی ہین پھولونکی رنگین ردا — سہرو قد یہ لاتی ہین عطر حنا
بچھاتی ہین گدی بچھونی پلنگ — ہلاتی ہین پنکھی چنبور لالہ رنگ
پلاتی ہین شربت کھلاتی ہین پان — مرصع لیے ہاتھ مین خاصدان
بجاتی ہین ہر رنگ گاتی ہین راگ — للت سدھ سارنگ سوہا سہاگ
لوبھاتی ہین دل بربط و چنگ سے — ترنم سرا ہین خوش آہنگ سے
جلاتی ہین کافور کی بتیان — بساتی ہین خوشبو سی صحن مکان
محل مین عجب تھا یہ اک رنگ — کہ وہ دن تھا شادی کا بہر شنگ
زن نازنینہ گر یعنی وہ پیرزن — خوشی سی تھی ہر چارسو گام زن
زمین پر نہ لیتی تھی یکدم قرار — اوچھلتی تھی میمون صفت بار بار
کرون کیا حقیقت صنم کی بیان — اوٹھاتی تھی جو غم کی صدمی نہان
نہ بھاتی تھی نی دلخوش آتا تھا راگ — لگاتا تھا دیپک کلیجے مین آگ
جو تھا اور ہی سمت اوسکا خیال — اوٹھاتی تھی بیٹھے سے دونا ملال
ہوا سرخی رنگ پان ہوگئی — مسی لعل لب کی دھوان ہوگئی
لگا کاٹنے لالہ گون پیرہن — بنا جیتی جی سرخ جوڑا کفن
مناطب تھی وہ بت جو ایمان سے — عزیز اوسکو تھی آبرو جان سے
سحر سے لبون پر تھی جان حزین — برابر تھا وقت دم واپسین
یہی چاہتی تھی گلا کاٹ کر — لہو سے کرون سرخ جوڑے کو تر
سراپا صفت اوسکی مریم کی تھی — چھری پاس تھی پر کمی دم کی تھی
یکایک جو تخت روان بڑھ گیا — محل مین گرا مثل برق فلک

خواصین تھی کھڑی تھیں جو گرد صنم
تھی ایک ہیبت کہ تھی سب کی بھول
پھر گشت سے اوٹھا کو وہ زینہ
وہ مکار دیو بیزان حشا نمان
جہاں تھا جوان رنگ تن مشک
قلم کر کے تیغ جہازی سے سر
ہوئی خون سے آلودہ زرین کلاہ
بہا نعش سے سیل دریای خون
تھی شکل شیر نیستان جو شیر
گرا چرخ سے جب سر پر زرت
ہوا نامہ دایرہ شغل کا فق
گری جب لب فرش نقش لعین
ہوا شور و غل ہر طرف سے بلند
گئی سوکھہ دہشت سے ساقی کی جان
صراحی سبو شیشہ جام بلور
خرابی سے ہل چل پڑی ہر طرف
جو تھے شیر افگن دلاور جوان
ہوئے اسطرح رم سے آشفتہ حال
جو بیٹھے ہوئے ڈر سے بیجان رہے

بنیں رم سے سب آہوان حرم
گیا وحشت جان سے مزا قبول
ہوئی رونق آرای تخت برین
ہوئے جو وحشی لے اوڑی موکشان
گئی شکل باد خزان بید رنگ
ہوئی لنگر افگن بستہ نگار پر
تھا منتقل دشمنان تخت گاہ
اور سے بنی چاندنی لالہ گون
ہوئے خون سے آلودہ قالین کو شیر
تھا گوی چوگان سر انجمن
کہ پھولا تھا فرش ہستی پر شفق
زیادہ ہوئی اور بھی سہمگین
ہوئی چنگ بربط کی آواز بند
ہوئی کشتی مے لہو میں روان
ہوئے سنگ حسرت سے شیشہ بجور
خوشی ہوگئی بزم سے بر طرف
سیہ چشم ترک خطا پہلوان
پلنگوں سے جیون بھاگتی ہیں شغال
تفکر سے سر در گریبان رہے

گرا تھا جو سر سے پیر زمن — ہشنگ دور تھا اور بھی خستہ تن
پلا آج ساقی مجھے وہ شراب — کہ دشمن پہ ہو جاؤن مین فتحیاب
عداوت پہ مایل ستمگار ہے — ہوا ہے اوسے عزم پیکار ہے

بھیجنا ہشنگ کا سوارونکو واسطے انتقام شاہزادے کے اور پھر جانا اونکا تھک کر میدان کارزار سے

خبر اوسکو لے کر دوڑا نقیب — کہ مہمان سرا مین ہوا غضب
سر شام رانی ہوی [illegible] — پرین کو اوڑا لیگئے [illegible]
ہمین کیا خبر تھی کہ [illegible] — نہان دیکھان ناوک افگن [illegible]
بنیگے شرارت سے [illegible] — اوٹھا لینگے مہمان سرا مین [illegible]
پری سی بھی تھی [illegible] بال — ہوا کو پکڑنا تھا امر محال
کہ [illegible] تھی بے اختیار — [illegible] سلیمان پہ تھی وہ سوار
ہوا ہے اگر [illegible] تنگ — [illegible] کرو نعل [illegible]
سر شام [illegible] سو [illegible] — ابھی ہونگے رستے مین [illegible]
[illegible] میدان [illegible] — مرے دشمنان [illegible] پیکان کرین
یہان کام [illegible] نہ جمدھر کا ہے — نہ تیغ جہازی نہ خنجر کا ہے
کمند و رسن مین رسائی کہان — جو بام فلک سے نہین نردبان
پرے تیر سے ناوک افگن تمام — فلک پر کرین ابر کا انتظام
بنے بوند پانی کی پیکان وہین — لہو سے ملے لطف باران وہین
تفنگون کی دشمن نشانے نہین — بدن گولیون کے خزانے نہین

صدا سنکے بیہودہ بچھیں گوش کے — دھوان بنکے طوطی اوڑین ہوش کے
کہان درد سر سے تھا آشفتہ حال — یہ سنکر ہوا اور مضطر کمال
لگا کہنے نخوت سے یون برملا — گری کسطرح آسمانی بلا
عطارد زحل سب ہین رام ہین — مددگار مریخ و بہرام ہین
مہ و مہر تھے برسر یاوری — نکوخواہ تھے زہرہ و مشتری
یہ اندھیر کیا ہوگیا یک بیک — خرابی پہ مجھپر جو ٹوٹا فلک
گئے اوج کے کیا ستارے بدل — جو پستی سے حاصل ہوا یہ خلل
مقرر تھے پہرے پہ پہرے تمام — سوار و نگاہبان پہ تھا انتظام
لباس زنگی پلان تتار — کھڑے تھے برابر یمین و یسار
عجب ہے کہ کسطرح آگرا ادھر — حرم مین کیا کافرون نے گذر
یہودی مجوسی جو ہین تمام — درم ناخریدہ تھے میرے غلام
یہان کا نور والے کب آگیا — جو نیرنگ جادو کا دکھلا گیا
اونہین مین یہ ہے قدرت و دستگاہ — درختون پہ چڑھ چڑھ کے چلتے ہین راہ
مکان تھا مرا ہمسر آسمان — گرانبار ہم سنگ کوہ گران
سموم خزان کیا کہ باد بہار — نرستی تھی آنے کو زیر حصار
ہین سمجھا تھا اس قصر مین بیدھڑک — نہین آسکیگا کوئی یک بیک
درختونسے اونچے ہین دیوار و در — لگے پھل ہین برچھی کی آنتا پر
ہزارون ستم زیر دیوار ہین — گذرگاہ مین آہنی خار ہین
کہین سنولینو نسے ہین وہ تیز تر — قدم کیا کہ لیتے ہین سر کی خبر

کہ ہین آب سم مین بجھائی ہوئی | صفِ جنگ کے آزمائی ہوئی
یکایک حریف آ گئے کس طرح | محل مین گذر پا گئے کس طرح
کسی سے نتھا ہای کھٹکا مجھے | دیا صید آہو نے دھوکا مجھے
مقدر کی یہ کج ادائی ہوئی | گئی ہاتھ سے دولت آئی ہوئی
پھرا تھا خرابی مین جب بستہ حال | ملی تھی وہ تب گنجِ حسن و جمال
مہینون پھرا دشت پرخار مین | رہا سالہا سال کہسار مین
نہ گرمی نہ جاڑے کا لایا خیال | نہ اندیشہ بارش برشکال
کسیکی شکایت کرون کیا ضرور | حریفون کا اس مین نہین کچھ قصور
فریب پری مین مین خود آگیا | چھلاوہ پری دیو کے ہاتھ آگیا
چڑھایا اس افسون نے دم پر مجھے | کہ دھوکا دیا ہر قدم پر مجھے
گئی ہای ہاتھون سے دلدار ہی | رولائیگا پھر زخم دندان لہو
نمک اور چھڑکینگے ہنسکر رقیب | خراشِ جگر ہوگا ناخن نصیب
اونھین غم کھنہ جب تک کہانی سنا | خلش ہوگی آرام پاؤنگا مین
بیابانِ سحر چاندنی رات ہے | جو چھپا کرین لوگ تو گھات ہے
پکڑا آئینگے وہ ستمگار جب | مٹیگا کلیجے کا ناسور تب
دھوان دھار بنکر سوی آسمان | گفتگو نسے ہون برق آتش فشان
سمجھ کر غرض پختہ مضمون خام | سوارون کو بھیجا پی انتقام
کہ نعل سمند انسے گرد زمین | اوڑا سوی آسمانِ برین
کمانون سے کرو ایسی تیرونکی مار | کہ ترکش بنین سینہ ہای فگار

گرے جا ہی شبنم گل تر پہ خون — بنے رنگ فرش زمین لالہ گون
اگر ہاتھ آجائین وہ بے حیا — کرو قید مانند دزد حنا
کہ پامال زندان رہین کچھ دنون — ستم متھکڑی کی سہین کچھ دنون
مصیبت سی کڑیون کی نالان رہین — دم مرگ تک پابجولان رہین
سر شام سے صبح تک نگیان — دکھایا کرین قید کی لنگیان
غرض کوشش پہلوانی کرو — جہان تک بنے جانفشانی کرو
جو حکم قضا تو ام اوسنے دیا — ہوا فوج مین شور محشر بپا
گئی تھی جدھر سب وہ گردون دون — ہوی مثل تیر ہوائی روان
غضب بر سر خشم جنگ آگئے — کہ گھوڑے سوارون کی تنگ آگئے
سمندونکی سم سے زمین گھس گئے — جو زیر قدم پڑ گئے پس گئے
چڑھا اسقدر آسمان تک غبار — زمین تھی نہ پیدا فلک آشکار
یہ باروت کا اوٹھ رہا تھا دھوان — کہ نظرون سی گردون ہوا تھا نہان
صدای تفنگ آسمان پر گئی — حرارت ہوا مین اثر کر گئی
دلیرانہ شوکت سے سب بار بار — یہی ہر طرف کر رہے تھے پکار
کہ تیرونسے جان بر نہ جائی کوئی — خبردار جانے نہ پائے کوئی
سوی چرخ تیرونکی یہ مار تھی — کہ بے ابر پانی کی بوچھار تھی
برستی تھی گولی جو اولونکی رنگ — چراتے تھے جی جھاڑ تو تین پلنگ
بہا سفت چشم غزالان سی خون — ہرن کرگدن ہو گئے سب زبون
عبث دشت مین مچھیر پیکان ہوئی — خدنگونسے میدان نیستان ہوئی

فلک پر جو شاہ نکو فال کا — ستارہ چمکتا تھا اقبال کا
سراسر ہوئی دشمنوں کی ہتک — گئیں عین میدان میں آنکھیں جھپک
پھرے شہسوار اسطرح شرمسار — کہ گویا تھے ناکردہ کارزار
فلک سے تھی زور آزمائی عبث — ہوا سے تھی راحت فزائی عبث
گرا سنگ حسرت بد اندیش پر — درخت بدی کا یہی تھا ثمر
مقدر کا تھا جسکے گنج جمال — اوسی کو ملا پھر وہ مال حلال
پلا آج ساقی مے سرخ رنگ — بجیں باغ میں بربط و رود و چنگ
کہ ہوں بلبلیں سب ترنم سرا — پڑی گوش گل میں خوشی کی صدا

پہونچنا شاہزادے کا ملک ختن میں ساتھ مہ بانو کے اور ترتیب دینا جشن جمشیدی کو اسکندر باغ میں

ہوا جب عدو پر ظفر یاب شاہ — چلا اوپر اوپر سوی تخت گاہ
سریر سلیمان صفا تخت رواں — سر و رِ رواں سیرگاہ جہاں
تھا اوسکو اندیشۂ بحر و بر — بھٹکتے ہیں سیارہ کب چرخ پر
فلک کوہ و صحرا و روئے زمین — ہوا کو کوئی روک سکتا نہیں
ہوا پر سر شام سے تا پگاہ — ہوئی طے کشش ہی مہینونکی راہ
ادھر چل رہی تھی نسیم سحر — ادھر سے جو پہونچا یہ رشک قمر
خوشی سے کھلے پھول پھل و چمن — کہ وہ رشک گل تھا جواب چمن
مہ و خور یکایک جو آئے نظر — دوبالا بڑھا نور چشم پدر
لپٹ کر ملی مادر مہربان — ہوئی دونوں ہاتھوں سے گوہر فشاں

زلیخا جو یوسف کے ہمراہ تھی نیا پیار تھا اور نئی چاہ تھی
وہ چند اوسکی کرتی نہ کیون آبرو کہ ہم عقد پروین تھا وہ خوش گلو
شب مہ تھی اوس رز تا صبح گاہ رہا برج ایوان شاہی کا ماہ
ہوئی جب بیاض سحر آشکار برآمد ہوا گھر سے خورشید وار
لب جو دیا حکم بزم طرب کہ ہون جمع ارباب شادی طلب
کھڑے تھے جو ارکان دولت تمام لگے کرنے ہر چیز کا انتظام
بڑھی الغرض آب جوے پر آب ہوئی موج زن کشتیون مین شراب
بہ کثرت ہوئی بادۂ ناب سی کہ چکرا گئی آنکھ گرداب کی
پیالے حبابون کے پر ہو گئے مے لعل سے لعل دُر ہو گئے
تھی بادۂ آتشین کی جو تاب مگر مچھلیان ہو گئین سب کباب
بن آئی تھی البتہ سرخاب کی کہ پائی یہ سرخی تھی عناب کی
جو تھی اوس پہ رنگت سی دونی بہار بط مے نہ کرتی تھی آنکھین دوچار
مزے پر مزا اوس مزا پہ جما کہ پھولے ہوئے تھے چمن جابجا
اودھر نرگس و نسترن نازبو ایدھر نقل و بادام و جام و سبو
اودھر تھا گلاب اسطرف تھی شراب اودھر پختہ انگور ایدھر تھی کباب
اودھر اشرفی چاندنی نارون ایدھر جھاڑ فانوس شمع لگن
اودھر بالتی کیتکی موتیا ایدھر خوش جبین نازنین مہ لقا
اودھر باغبان رونق آرائی گل ایدھر ساقیے لالہ رو آب مل
کہون کیا سما اوس گھڑی کا بیان ہزارون پری رو تھے ایسے وہان

کہ تھا جن سے اندر سبھا صحن باغ / دم رقص کھاتے تھے طاؤس داغ
لگاتی تھی ٹھوکر جہاں پاؤں کی / سر بزم پستے تھے لاکھوں کی جی
وہ تھی پاتکیں کی غضب چاپ چال / کہ ہو ہو گئے بے چھری سب حلال
ستارے تھے افشاں کی وہ جلوہ گر / ستاروں کی پڑتی تھی جن پر نظر
جو تھیں بجلیاں برق زلفیں گھٹا / نمایاں تھا ساون کا ہر سو مزا
ادائیں پر آفت قیامت تھی چال / کہ ہوتی تھی کبک دری پایمال
سر بزم تھا چار سو قتل عام / نگاہوں سے لیتی تھے خنجر کا کام
کمر پر جہاں چھوڑ دیتی تھی بال / پراگندہ کرتی تھی محفل کا حال
غضب بیٹھنے سے تھا اوٹھنا بلا / کہ آفت پہ کرتی تھی آفت بپا
اوٹھاتی تھی چہرے سے آنچل جہاں / تبسم سے کرتی تھی قتل جہاں
پڑی گوش گل میں جو آواز چنگ / جما رنگ پر شادمانی کا رنگ
روشش پر تھے سب ساز و ساماں نئے / خراماں تھے سرو خراماں نئے
یہ پھیلا تھا ہر سو چراغاں کا نور / کہ پھولوں پہ تھا چاندنی کا ظہور
عجائب تھا اوس روز بازار عام / فراہم تھے زنگی فرنگی تمام
عرب ارمن ایران خطا و ختن / حلب انگلستان بدخشاں یمن
عجم روم شیراز تاتار زنگ / چگل سیستان وس پارس فرنگ
اوسی بزم میں مثل فغفور چین / بنا رونق آرائی تاج و نگیں
پلا ساقیا جام عرفاں سب مجھے / کہ ہو باعث رفع عصیاں مجھے
ہم آغوش تقویٰ رہوں اسقدر / نہ ہوں خواب میں دختِ رز سے خبر

مناجات بحضرت پاک پروردگار کہ جسکی فضل و عاطفت سے سرانجام اس داستان سحر بیانکا ہوا

بس اب روک کر راحت اپنی زبان ‌ زمانے کی موقوف کر داستان
بیان کر ثنائے خدا و رسول ‌ نکال اب نہ منہ سے کلام فضول
اوسی کی رہے لو لگی ہر نفس ‌ عبث اب ہے دنیای دونکی ہوس
خدا سے مخاطب کہ اپنا ضمیر ‌ یہی کام آئیگا وقت اخیر
عدم کی غضب پُر خطر راہ ہے ‌ کڑی سب سے اسکی گذرگاہ ہے
جسے ہوگی یاد خدا راہبر ‌ چلا جائیگا شوق سے بے خطر
دم مرگ ساتھی نہوگا کوئی ‌ نہ پوچھیگا پانی کو اصلا کوئی
اگر خویش و گوش است گر دوست و یار ‌ ہمہ باز مانند یک یک بجای
نہ ہمدرد ہوگا نہ ہمدم وہان ‌ مکان بھی نہ ہوگا بجز لامکان
کسی سے نہوگا کوئی وان پیام ‌ خدا سے پڑے گا حقیقت مین کام
جہانسے بجا ہے مثال حباب ‌ کہ اوپر زمین اسکے نیچے ہے آب
سمجھنے کے آثار اوس مین عیان ‌ بنا ہو جو پانی کے اوپر مکان
حقیقت مین دنیا ہے جای سراب ‌ بجا ہے جو کہتے ہین سب لوگ خواب
الٰہی مین ہون غرق بحر گناہ ‌ مری ناو بے ناخدا ہے تباہ
وہی دم آشنائی کا دم ایکبار ‌ کہ ہو جاؤن اسکی تلاطم سے پار
برائے محمد مجھے بھی سنبھال ‌ تہ قعر عصیانسے باہر نکال
جہان پرورا تو تو غفار ہے ‌ رحیم و خطا پوش ستار ہے
کریما بھی ہون تیرے سے خواستگار ‌ کہ محجوب و شرمندہ ہون نہ روز شمار

ہجوم گنہ کا ہٹے وڑ سے مجھے نہو تنگ میدان محشر مجھے
مرے لوح عصیان پہ ای خوش رقم عطا سے قلم پھیر دے یک قلم

بیان انکسار مولف

بجز ذات پروردگار جہان یہ قدرت کسی مین بھلا ہی کہان
کہ قطرے کو دریا کی دے آبرو بہائے کف دست میدان مین جو
بنائی بیابان کو صحن چمن کھلائی سر خار پر نارون
سحاب کرم سے جو برسائی آب عجب کیا جو کانٹے مین پھولی گلاب
لگین پھول پھل سرو آزاد مین اوگین سوری و لالہ شمشاد مین
درخت سہی بید مجنون بنے چمن دامن کوہ و ہامون بنے
جو خوشہ ہو پیدا یہ ہووانہ دار بنے حنظل تلخ شیرین انار
درختون کے پتے ہون سنبل چمن رہین ناشپاتی پہ سب طعنہ زن
مزہ گل کا خار مغیلان مین ہو انناس پیدا نیستان مین ہو
کف دست میدان چمن زار ہو سر گل پہ شبنم گہر بار ہو
بنے نخل خرزہرہ نخل سمن کھلین جھاڑیون مین گل نسترن
درختون پہ بے فصل پھولی بہار مزا ماہتابی کا ہو آشکار
ہوا ہی شمالی سے نخل ترنج غزالون کو دکھلای لطف ترنج
بیستان مین انگور کا ہو مزا حلاوت سے ہوا جوش رب الیوا
کہ نخلون مین پیدا ہو لطف شکر نہ ڈالے کوئی آنکھ بادام پر
یہ ہو ترشی آنولہ خوشگوار کہ عناب خرما ہو بیقدر و خوار

ہالے مین ہو کیفیت شیر کی — گھٹے جس سے توقیر انجیر کی
اوڑہی خاک صحرا سے بوئے عبیر — بنے دشت بے زعفران کاشمیر
ہوا سے خنک ہو نہ ہو آب جو — عیان لطف پنجاب ہو چارسو
ہر اک شے یہ قادر ہے رب قدیر — جسے چاہے یکدم مین کردے امیر
گدا کو بنائے شہ روم و شام — زمین چرخ ماہی ہو ماہ تمام
یہ ناچیز ننگ جہان بیخبر — ہمیشہ سے تھا پیرو اہل ہنر
نہ سعدی نہ قدسی نہ تھا انوری — بڑھاتا جو شان سخن پروری
ہلالی کالاتا کہانسے کمال — کہ وہ تنہا مہ چاردہ مین ہلال
مین پارس کی لاتا کہانسے زبان — وطن ہے مرا خاص ہندوستان
نہ اردو زبانسے تھا اتنا خبر — بیان جتنا کرتے ہین اہل ہنر
اوسیکی عنایت کا ہے یہ ظہور — ہوا جس سے مشہور نزدیک و دور
عطا کر محیط سخن سے گہر — عجم سے عرب تک کیا نامور
تلاش گہر مین کئی ماہ و سال — رہا غرق بحر معانی کمال
بہت غوطے کھائے جب آٹھ پہر — ملے تب صدف مین یہ تھوڑے گہر
اوٹھاتا نہ تھا دسیب دل یہ رنج — کہ اس رنج مین مجکو حاصل تھا گنج
نہ کرتا سخن غمگساری اگر — تو مشکل سے اوقات ہوتی بسر
کہ دل درد و غم سے تھا برہم مرا — نہ تھا جز الم کوئی ہمدم مرا
۱۲۸۴
ملے جب تجھے یہ گہر شاہوار — ہزار و دو صد پر تھی ہشتاد و چار
زبان بہر تاریخ کی مین نے ہند — کہ گفتار سعدی تھی مجکو پسند

چو پرور شد این نامہ پر در گنج — بشش صد فزون بود پنجاہ و پنج

مفصل کیا اس سے ہین ذ بیان — رہی بیتش یادگار جہان

نہ ماہِ رجب تھا نہ شوال تھا — مہینا محرم کا اوس سال تھا

کریگا جو شفقت تو اسپر نظر — ملیگی اوسے آبروے گہر

رہیگا ہم آغوش راحت مدام — کرے راحت آمیز میرا کلام

در بیان خاتمۂ کتاب حسب فرمایش معالی قدر عزیز جہان سعادت و اقبال نشان لالہ شیو دیال سنگھ تحصیلدار نواب گنج زاد حشمتہ

عزیزو گلستان ہے یہ بوستان — بہار نسیم گلشنِ جنان

لطافت سے تو ام ہے گلزار وار — نمایان ہے طغرا پہ طغرا بہار

حقیقت میں ہے بوستان کی زمین — بنام جہاندار جان آفرین

گل اسکے ہین سب ایمن از ضرر — نہ کانٹے کا کھٹکا نہ صرصر کا ڈر

ہزارون اگر پھول گلچین چنے — قلم کے لیے باغبان سر دھنے

نہ پہونچیگا ہرگز کسی سے گزند — بڑھیگی دو چند اوشانِ بلند

ہر اک بیت اسکی ہے بیت السرور — نہ دیکھا ہو جسنے وہ دیکھے ضرور

کہ ہو تیکلی دلکی سارے ہوا — رہے شاد و خرم برنگ صبا

زمانے کا سب رنج و غم جاو بھول — چنو باغ معنی کے آنکھونسے پھول

یہ بیعقل و بیدانش و سست رائی — ازل سے ہے مشہور بھگونت رائی

جو تھی لفظ ہندی سے توقیر کم — کیا اس لیے مین نے راحت سے ختم

خوشی فی الحقیقت ہے جان جہان | وہ تھا قالب عنصری پہ روان
خدا نے جو دی اس ہے توقیر اور | بڑھی آبرو صورت میر اور
سخن سے جو نا آشنا تھی زبان | بہت دن سے تھا تنگ تر غنچہ سان
دم صبح یکدن نسیم شمال | نہال گل و لالہ پر تھی نہال
پیالون مین ہر پھول کی بیحساب | گلابی سے بھرتی تھی رنگین شراب
گذرتی تھی دم بھر روش پر جو ہم | زر گل سے ڈھیرون لوٹاتی تھی ہم
ہنساتی تھی کلیون کو ہر چار سو | اوڑاتی تھی گلشن سے شیبو کی بو
بساتی تھی خوشبو سے صحن چمن | کھلاتی تھی ہر شاخ پر نارون
اوڑاتی تھی شبنم کو سوئے فلک | ہٹاتی تھی گلشن سے خار و خسک
بوجھاتی تھی بلبل کا سوز الم | بھولاتی تھی قمری کو کوکو کا غم
ہلاتی تھی پنکھی ہر اک تاک کر | کھلاتی تھی منہ غنچۂ تنگ کے
بجاتی تھی صد برگ ہر ساز عیش | سناتی تھی ہر گل کو آواز عیش
دکھاتی تھی نرگس کو بے انتظار | گل و لالہ و ارغوان کی بہار
بچھاتی تھی سبزی پہ سبزی دو چند | صنوبر کو دیتی تھی شان بلند
درختون کی ہر جھاڑ پر ہر محل | جلاتی تھی پھولون کی رنگین کنول
عروسان گلشن کو رنگین ردا | اوڑھاتی تھی ہنس ہنس کے سر تا بپا
تن نیمجان مین بڑھاتی تھی جان | گھٹاتی تھی تکلیف نزع روان
خنک چل رہی تھی جو باد شمال | دل باغبان بھی تھا اوس سے نہال
زر گل سے دامان گلچین تھا پر | نہ محتاج زر تھا نہ جویای در

در بیان اوصاف شاہ گل

شہ گل تھا اورنگ پر جلوہ گر | چنور کر رہی تھی نسیم سحر
تہی سرو شمشاد گردن دراز | غلامانہ حاضر تھے مثل ایاز
خیابان گلشن مین آب روان | سر و تن سے زیر قدم تھا دوان
گل مخمل و نرگس و یاسمین | کھڑے تھے لیے چتر و تاج و نگین
غزلخوان تھے مرغ چمن چار سو | نوا سنج تھین طوطیان و ہدہد
نکلتی تھی شب بو سے آواز نے | لب گلچکانسے ٹپکتی تھی مے
جلاجل لیے برگ سے سب شجر | بجاتے تھے نوبت بہ نوبت گجر
خوش آہنگ تھی کوکل خوش مقال | مزا دے رہی تھی چکورونکی چال
کبوتر خوش آواز شیراز کے | لو بھاتے تھے دل نغمہ پرداز کے
شکر بار سبزی پہ تھین طوطیان | نوا سنج تھین سرو پر قمریان
سخنور صفت سوسن دہ زبان | سراپا تھے توصیف سی مدح خوان
سر عام پیڑونکی شیرین ثمر | دکھاتے تھے لطف نبات و شکر
جو پیوند باغ ثمرقند سے تھے | رگ و ریشہ رشک شکر قند تھے
یہ دلبند خوشے تھے انگور کے | کہ منہ بند کرتے تھے ناسور کے
حلاوت سی ہم کوزۂ قند تھے | کلی کی طرح سب کے منہ بند تھے
سیہ رو و لیکن تھے سب خوش مزا | حبش بیچ و نمین تھا سارا بسا
در باغ پر فوج گل صف بہ صف | قواعد سے تھی جلوہ گر ہر طرف
صف لالۂ سرخ سے بیشمار | جمی تھی رسالون کی رنگین قطار

قد سرو و شمشاد سے برق دم — کھڑے تھے دو رویہ یہ نشان و علم
لب فرش گل چاندنی موتیا — صف آرا تھے مثل صبا جا بجا
تہ تاک تھی دختر رز مگر — کہ مستی کا عالم تھا طاؤس پر
عجب رقص مستانہ کرتے تھے مور — درختوں سے منہ تاکتے تھے چکور
تھرکتے تھے جس وقت تھرا کے پر — جماتی تھی نرگس پروں پر نظر
درختان سرسبز با برگ و بار — قدم پر جھکاتے تھے سر بار بار
تلاش سخن میں پراگندہ سخت — اکیلا میں بیٹھا تھا زیر درخت
جو تھا مثل برگ خزان مضمحل — یہ ترغیب دی بہر آرام دل
کہ ہے قیصر ہند جسکا خطاب — زمین و زمان اوس سے ہیں فیضیاب
لکھے شان میں اوسکے دو چار بند — کہ لاکھوں سے ہو جاے تو سر بلند
زمین سخن میں اوگیں نسترن — بنے تختۂ سادہ رنگین چمن
کھلیں پھول صد برگ کے لاجواب — قلم سے نمایان ہو شاخ گلاب
دل و جان سے لکھنے پہ آمادہ ہو — گل اشرفی کاغذ سادہ ہو
عجب کیا تجھے وہ شہ بحر و بر — در و زر سے دے آبرو سے گہر
منگا کر اوسی دم دوات و قلم — کچھ اوصاف انصاف کے کر رقم
سلف سے یہ کہتے ہیں اہل زبان — کہ رشک گلستان ہے ہندوستان
جو سچ پوچھیے اب ہے دونی بہار — کہ تھے بیشتر جا بجا خار زار
یہ سنتے ہی مثل گل نار ون — بدن میں بڑھا پیرہن پیرہن
لکھے وہ معنی وصف میں ذی بیان — جو ہیں مثل خورشید سب پر عیان

حقیقت مین کہنا مرا راست ہے | بہم صدق سے بے کم و کاست ہے
مین اون مین نہین جو کہون برملا | گدا کو شہنشاہ شہ کو گدا
زمین کو کہون آسمان برین | فلک کو کہون تحت روی زمین

دربیان اوصاف عدالت ملکہ وکٹوریہ دام ملکہا

خوشا قیصر ہند عالی خطاب | مہ اوج اقبال گردون جناب
سر تاجداران عالی گہر | شہ بحر و بر مالک کان زر
انکو نام وکٹوریہ بے نظیر | سپہر خلافت کی بدر منیر
فلک مرتبت شاہ انجم سپاہ | درخشندہ خورشید گیتی پناہ
مسیحا نفس چارہ ساز زمان | جہان پرور و تاج بخش شہان
جہان پر جو مانند خورشید و ماہ | شب و روز ہے پرورش کی نگاہ
مقرر کیے سیکڑون مدرسے | ہزارون ہین اوجڑے ہوے گھر بسے
جہالت گئی یکقلم سب کو بھول | ہر اک ویہہ مین ہے فعولن فعول
شنکر سے ہین گویا بہم لام و بے | کہ گھٹتے نہین خواب مین بھی لبے
جو مجہول معروف تر سب ہی تھی | بری مصدر حال و غائب ہی تھی
ہوئی جو ہر علم سے کان زر | جواہر پہ کرتی نہین اب نظر
شفاخانہ مہمان سرا اسپتال | مٹاتے ہین غربت زدونکا ملال
فلاطون صفت ڈاکٹر نیک خو | مقرر ہین بہر دوا چارسو
جو بیچارہ تھے بیکس و دردمند | اوٹھاتے تھے بیماریونسے گزند
دوا و غذا مفت پاتی ہین روز | خوشی سے دعائین مناتی ہین روز

زمانے کے محتاج اندھی غریب — تہیدست پالنگ خالی نصیب
دم صبح خیرات خانے سی روز — تن آسودہ ہوتی ہین کھانی سے روز
عدالت سی ہے بسکہ معمور جہان — کہن ہو گیا نام نوشیروان
کیا ہیبت عدل نی جب سی زیر — چوراتے ہین جی بھیڑ بکری سی شیر
دباتا ہی دم بھیڑ سے بھیڑیا — چھپاتا ہے آہو سے منہ تیندوا
دبکتا نہین شیر نر سی شغال — دکھاتے ہین چیتے کو آنکھین غزال
اب گور گویا ہین سب گورخر — اوٹھاتے نہین صورت مردہ سر
یہ ہی تیغ ہیبت سی گینڈونکا حال — کہ بہر امان پاس رکھتی ہین ڈھال
کھٹکتا ہے شیر ژیان گود سے — لرزتا ہے پیل دمان مور سے
زبردست کم زور سے زیر ہی — دل گوسپندان دل شیر ہے
سیہ گوش چھپتا ہی زیر خسک — ہلاتا نہین خوف سی کان تک
ہر اک جانور سے شریر و دلیر — نہنگ شنگر ہے دریا کا شیر
مگر اوسکا بھی ڈر سی ہے زہرہ آب — یم نیستی کا ہے گویا حباب
جہان دشت مین راہ تھی پرخطر — ہوئی ظلم سے صاف تر اسقدر
کہ خرگوش بی ڈر ددو دام سی — بہر راہ سوتا ہے آرام سے
سمندر مین غواص و رناخدا — شب و روز رہتی ہین گو آشنا
ستاتی نہین اونکو ناکے مگر — کہ وحشت سی ہے سب کا پانی جگر
جہان دنکو بچتا نہ تھا کاروان — مسافر کو سونے سے تھا خوف جان
مٹائین وہ سب مشکلین آہنی — نہ اندھیر وہ ہی نہ وہ رہزنی

مگر سوس دریا مین ہین سب کہین — کسی سے مگر گھات کرتے نہین
پلنگ نے یان نے غزالون کے ساتھ — لیا ظلم سے کھینچ اک مشت ہاتھ
ندی نالے تالاب کھو ہے تمام — پلوونسکے سب نے چشمۂ فیض عام
مسافر کو سنتے ہین ہنگام شام — سدا خوف زر سے تھا سونا حرام
سو اب پاؤن پھیلا کے سوتے ہین روز — سر دست آسودہ ہوتے ہین رہ صد
رہا عدل کا گر یوہین زور شور — عجب کیا جو خون دے وہی مہندی کا چور
کریگا کسیکو جو چوری سے تنگ — اوٹھائے گا ایک مشت قید فرنگ
زمین تھی جہان مین جہان خارزار — نہ اوگتا تھا سبزہ نہ نخل بہار
پہاڑون سے لالا کے آب روان — بنایا اوسے غیرت گلستان
جو کرتے تھے ہر شب یہی کام روز — گلے کاٹتے تھے سر شام روز
برابر او نہین مل گئین پھانسیان — نہ سر کا پتا ہے نہ تن کا نشان

دربیان توصیف عدالت

جہان مین عدالت اسی کا ہے نام — جو باہم کرے ہو دد و دام رام
نہ ہاتھی تلے پاؤن سے مور کو — نہ ضیغم دبالے سر گور کو
نہ حیوان کو کھٹکا ہو انسان سے — نہ انسان کو وحشت ہو حیوان سے
نہ آہو سے جھلائین شیر و پلنگ — نہ مارے کبوتر پہ شہباز چنگ
نہ رہزن مسافر کا کاٹے گلا — نہ لوٹے کسیکو کوئی برملا
نہ بیوقت چلائے مرغ سحر — نہ صیاد پھیرے چھری مرغ پر
نہ وہ کھلا سکے آنکھ ہدہد کو پاہ — نہ بحری کرے فاختہ پہ نگاہ

نہ ڈالے نظر مرغ پر صید باز | رہی باز خون کبوتر سے باز
نہ چیتے کریں آہو و نسے خطا | نہ بکری کو دے گرگ خونین دغا
نہ پہونچے کسیکو کسی سے زیان | رہی بحر و بر مین برابر امان
نہ مچھلی اوٹھائے مگر کے ستم | رہی ناک مین ڈرسی ناکی کا دم
نہ سیلاب کاٹے سر راہ کو | نہ گرمی کرے خشک لب چاہ کو
کف پا ہی مردم کو خار و خسک | نہ چھیڑے سر کوہ پر یک بیک
ہمیشہ چراگاہ مین گوسپند | رہی ناخن گرگ سے بی گزند
بڑھی طاقت شیر روباہ مین | او چھلتی پھرے شوقسے راہ مین
بز و میش چاہین لب جو اگر | قدم چوم لین سر سے ناکی مگر
شناور گذر بحر مین جب کرے | محبت سی گھڑیال پانی بھرے
گھٹے ناتوان سے دلاور کا زور | بنے سانپ کی ڈرسی طاؤس مور
ملے سب کو ہر شب مزہ خواب کا | نگہبان رہی چور اسباب کا
نقب زن در انداز غماز چور | رہین خوف سے ساکن جوف گور
سر شام منزل مین کھٹکا نہ ہو | دم صبح تک بند رستا نہ ہو
اگر ہاتھہ لگجائے دزد حنا | حناکی طرح پائے سنگین سزا
سدا قوت عدل سے ناتوان | جھکایا کرے گردن سرکشان
رہی گرگ خونین پہ روبہ دلیر | ملے آنکھہ پائے غزالان پہ شیر
ہزبر و نگو شاخ سے آہوان | بنے نوک سے خنجر اصفہان
یہ پو ستمگر کا ہو حال تنگ | کہ درد کمر سے نہ چھوڑے پلنگ

بتانِ جفا پیشۂ و بے وفا — کرین تہمت خون سی ترک جفا
لگائین اگر شوق سے ناگزیر — نہین باخدا زاہد گوشہ گیر

در بیان انتظام سلطنت و اجرای چشمۂ فیض از عرق ریزی اہالیان فرنگ

بہت شاہ گذرے ہین عالی ہمم — کسی نے نہ کی بند راہِ ستم
نہ دریا پہ باندھے پلِ آہنی — نہ کھودی جہانسے صدرِ رہزنی
نہ رستے کیے خار و خس سے صفا — نہ سڑکین نکالین صفا جا بجا
نہ نہرونسے سیراب جنگل کیے — نہ ہنڈونکو پانی سے بادل کیے
نہ دریا پہاڑونسے لائے کہین — نہ خشکی مین چشمے بہائی کہین
نہ کثرت سی بنوائے تالاب و چاہ — نہ ہموار کی کوہسارونکی راہ
نہ روشن کیے برق سے ڈاک گھر — نہ دی برمحل منزلون کی خبر
نہ یکسر مٹائے ٹھگاونکے نشان — نہ پتھر سے پیسے سر ظالمان
نہ صحرا کیے منزلون سبزہ زار — نہ کسون لگائے شجر سایہ دار
نہ معدوم شیر نیستان کیے — نہ خالی پلنگونسے میدان کیے
نہ یوزستمگر کی توڑی میان — نہ گرگ کہن کے مٹائے نشان
نہ پیل دمانکو دکھائی گزند — نہ کاٹی گوزنونکی شاخ بلند
کسی سے بجز ملکۂ نیک نام — نہین ایسے اچھے بن آئے ہین کام
زمانے کے دانا ہین اہل فرنگ — حکیمان یونان کر ہین ہوش دنگ
ارسطو فلاطون لقوماس دار — گروہ حکیمان مین تھے نامدار

سنا ہے مین

…ان مین کتنی ہی اونکی مگر　　کہ بے اوج تدبیر کے ہین قمر
…تھا جس شخص نے جام جم　　وہ تھا انکی نزدیک جگنو سے کم
…مین سنتے ہین نخشب کا نام　　کہ تھا اوج حکمت کا مادہ تمام
…پر بھی مثل مہ آسمان　　بنایا تھا اک چاند نو جہان
…تا تو مثل چراغ ہوا　　نہ پاتا فروغ انکی آگے ذرا
…فراست کے دریا ہین سب　　[illegible] ز کے روز جویا ہین سب
…گہر درج فطرت کے ہین　　کہ ہین آشنا بحر ہمت کے ہین
…نہر کو سون سے دریائی گنگ　　زمین جسکے پانی سے ہی سبز رنگ
…ر دیکھو او سجا ہین [illegible]　　ہوئی نخل بوسیدہ لاکھون ہرے
…ت سے انہار کی سب زمین　　ہوئی رشک پنجاب ساری زمین
…ہے یہ پانی سے توفیر آب　　زمین جو ہوا یہ سے ہے کشمیر آب
…ب نہین کچھ دونون مین ہان　　طراوت سے پیدا کرین زعفران
…کھیت محتاج تالاب و چاہ　　وہ کرتے نہین آب باران کی چاہ
…شور تھی جس جگہ پر نمک　　ہوئی آب شیرین سے کشت فلک
…ا ہے بے جستجو آبجو　　بن آئی ہے دہقان کی ہر چار سو
…ن انکی جتنی ہین نادر ہین سب　　بڑی فہم سے گرچہ ظاہر ہین سب
…ے ہین بے آدمی انتظام　　فقط آگ پانی سے لیتے ہین کام
…ت مین عقل رسا دنگ ہی　　خجالت سے پنہان تہ سنگ ہی
…نا نہین جسمین کچھ میل گھیل　　نکالی ہی کس زور صنعت سے ریل

ہوا اختر بخت کیون اوج پر کہ مریخ و زہرہ کی ہے خوش نظر
قرین بارہ بنکی کے نواب گنج عجائب ہی پر زر پر اسباب گنج
اوسی گنج زر خیز کا ذی وقار کیا ہی اوسے حق نے تحصیلدار
سنا ہو جو شمشیر بہادر کا نام جوان بخت ذی جاہ عالی مقام
ہر سروران صاحب افسران رفیق شہنشاہ گیتی ستان
گرامی در بحر جود و کرم سخی حاتم دہر عالی ہمم
طبیب زمان چارہ ساز جہان علاج تپ و درد پژمردگان
نکورو خوش اخلاق مسکین نواز شفا بخش آزار اہل نیاز
خوش اقبال ڈپٹی کمشنر ہین وہ مسیحا نفس روح پرور ہین وہ
خدا ایسے اہل کرم کو سدا کرے دولت روز افزون عطا
صفائی سے خوش ہین جو اہل فرنگ خس و خار سے سخت ہوتی ہین تنگ
قرینہ سے مانند فصل بہار بنایا ہی بازار کو لالہ زار
دو رویہ جوانان نوخاستہ دکانون کو رکھتی ہین آراستہ
سدا سج کے گلرنگ دستار کو بناتے ہین بلبل خریدار کو
طرحدار سارے دکاندار ہین گل و لالہ سان زیب بازار ہین
گلی کوچے سب دہلکے ہین گلزمین کہین نام خار و خسک کا نہین
صفائی سے رہتی ہی آئینہ وار شب تار مین چاندنی کی بہار
نہ کیچڑ نہ مٹی نہ خاشاک و خاک بدررو ہین گلیون کی بدبو سے پاک
وہ سڑکون کی سیدھی نکالی ہی چال دل رہ نوردان ہی جن پر نہال

یہ مطبوع رستے کی ہے سادگی
کہ گو تیشے سے ہنستا کٹی ہے کبھی

شب تار میں بے بصری و ھنک
چلو جاتے ہیں پاکے سیدھی سڑک

ٹھہرتی نہیں ہیں یہ گرد ملال
کریں ٹھوکرو نسے کہیں کیا مجال

جہاں او نچے نیچے بھی ہیں خراب
برابر کیے مثل سیلاب آب

ہے آسمان روز ہنگام شام
تماشے کو آتا ہے بالا ہی بام

نکسار کسار ہیں سیکڑون
ہر اک شے کے انبار ہیں سیکڑون

دکاندار سب زر سے بے رنج ہیں
تجارت سے خوش گنج در گنج ہیں

ہر اک جنس ہے گو وہاں خوب تر
مٹھائی سے لیکن ہے کان شکر

امیرون کا مجمع ہے ہر چار سو
نمایان ہے آباد ہی لکھنؤ

یہ رہتا ہے تا شام دربار عام
بجا ہے کہوں گر اسے روم و شام

زمانے کے سب محکمے ہیں وہان
سبھی اہلکارونکی ہیں کوٹھیان

قمر منزلت صاحبان فرنگ
ہر اک سمت خیمونکے ہیں آب و رنگ

جو رہتے ہیں اکثر مے خوش مزا
خوش آتی ہے ٹھنڈی سڑک کی ہوا

سر شام مانند ماہ تمام
نکلتے ہیں بہر تماشای عام

اس اہل کرم کو خدائی کریم
رکھے شاد و خرم بعمر قدیم

بفضل خدا آج امنیہ سان
ترے گھر میں موجود ہے قدر دان

ترے بخت برگشتہ کا تھا یہ پھیر
ہوئی جو نظر تک گذرتی ہیں دیر

یہ تالیف تیری جلا پائیگی
بہت جلد مطبع میں چھپ جائیگی

غرض جب سروش فلک نیک خو
ہوا غیب سے اسطرح فرد گو

نہایت مجھے شادمانی ہوئی ۔ بڑھاپے مین حاصل جوانی ہوئی
مجھے دیکھ کر یک قلم دردناک ۔ ہوئی باعث طبع وہ ذات پاک
کیا جسطرح مجکو بے فکر و رنج ۔ ہمیشہ رہے مالک مال و گنج

قصیدہ در تعریف شریف شمع شبستان سخاوت مصباح ایوان شجاعت آفتاب سپہر حکومت ماہتاب فلک معدلت حاکم ذو الاقتدار تحصیلدار ذی وقار شریف پرور قدر دان اہل جوہر جناب منشی شیودیال سنگہ صاحب بہادر تحصیلدار دام اقبالہ

سرچشمۂ سخا و مہ اقتدار ہے ۔ فرمان روای کشور جود و وفا ہے
منشی عصر ناظم و نثار روزگار ہے ۔ وہ شیودیال سنگہ سخی نامدار ہے
ہر دلسے محو و مائل تحصیل جو فیض ہے ۔ مشہور وہ زمانہ مین تحصیلدار ہے
عدل و سخا و علم و کرم مین ہے بے عدیل ۔ لطف و کرم کی اوسکی جہان مین پکار ہے
بیشک ہے رشک سعدی و سحبان و انوری ۔ معروف ہر فنون مین بہ شہر و دیار ہے
زینت فزای بزم محاصل ہے وہ عزیز ۔ دیباچۂ کتاب سخا و وقار ہے
اشراف پرور و گل گلستان مکرمت ۔ اشراف ہی سخی ہی امیر و دیار ہے
اللہ نے دیا ہے وہ ذہن رسا اوسے ۔ جودت پہ اوسکی عقل فلاطون نثار ہے
تحصیل علم جو دکا رکھتا ہے وہ شوق ۔ فیاضی اوسکی مثل فلک آشکار ہے

کیونکر بڑھے نہ شان کچہری کی ہر گھڑی
وہ حاکم غنی و معلے وقار ہے

قانون دان افصح دوران وہی ہے
ذہن و ذکا کی اوسکی جہان مین پکار ہے

حکام خوش ہین اوسے عمائل نہال ہین
خوش خلق خوش مزاج ہی اور بردبار ہے

بخل و غرور و کبر ہین اوس سے فرار
وہ آفتاب عاجزی و انکسار ہے

تعریف اوسکی قصر علی کی کیا لکھون
رفعت سی جسکی اوج فلک شرمسار ہے

توصیف اوسکی اسپ فلک سیر کی ہو کیا
تفر تجا اوسپہ جبکہ وہ ہوتا سوار ہے

کہتا ہی کوئی برق اوسی کوئی باد پا
کہتا کوئی یہ رشک نسیم بہار ہے

مرقوم کیا ہو مدحت شمشیر شعلہ ور
ہیبت سی جسکی سینۂ عدا فگار ہے

اک ضرب مین کرے ہی دو پارہ عدو
بیشک یہ رشک رستم و اسفندیار ہے

کرتا دعا پہ ختم ہی یہ حامد حزین
جب تک جہا مین آمد فصل بہار ہے

شادان رہی جہان مین وہ نیر کرم
ہردم یہی دعا مری پروردگار سے

ہو عمر خضر و بخت سکندر سہی بہرہ ور
ہردم دعا خدا سی یہ لیل و نہار ہے

یہ نذر عید حامد محزون قبول ہو
لایا گلاس کھود کی یہ بے دیار ہے

تو قدردان اہل ہنر ہی جہان مین
تیری سخا و جود کی ہر جا پکار ہے

خاتمة الطبع

بعد شکر گزاری باری عز اسمہ کے تفرجیان چمن ارسخن وانی تماشایان گلزار معانی پر پوشیدہ نرہے کہ اندنون ایک تازہ فسانہ نغز و نادر زمانہ موسوم بہ بوستان راحت قصہ شاہزادہ فتن جو رنگ پرداز گلستان سخن جو عجیب و عمدہ و دلچسپ و دلاویز بیان ہے

جسپر جان سخن ہزار جان سے قربان ہے سبحان اللہ کیا نظم دلکش
و لطافت آمیز ہے کہ جو غنچہ نمط سراپا گوش دل سامعین کے لیے
شوق انگیز ہے کیون نہ ہو کیسے سخن گو اور زبان آور نکتہ سنج کا کلام ہے
کہ جسکی ذات سے سخن کو فروغ اور معنی کو سو سو طرحکا ناز ہے نظم آرائی
مین شہرۂ آفاق شمع انجمن کیطرح یکتا یعنی سخن پیرای منشی بھگونت رای
صاحب راحت تخلص متوطن کاکوری واقعی اُس شعلہ بند معانی کی رنگین
بیانی نے زمین شعر مین وہ وہ گل کھلائے ہین کہ ہزارون کے رنگ اوڑائے
ہین شاہزادۂ فتن کی فرط محبت کا حال مہربانو کا حسن و جمال پھر
رنج سفر اختیار کرنا اور جدائی محبوب مین مصیبتین سہنا بابمی وصل تک کا
وقت نہ آنا الحاصل جبکہ یہ مثنوی نوعروس حجلۂ سخن لباس بیانی
تصنیف سے آرایش پذیر ہوئی تب حسب خواہش مشتاقان علم موافق
ایماو تحریک صاحب اعزاز و اقتدار منشی شیو دیال سنگھ صاحب تحصیلدار
نواب گنج بارہ بنکی کے مطبع نامی گرامی اودہ اخبار منشی نولکشور لکھنؤ مین
کہ جسکے روائح ریاحین اشاعت علوم رنگارنگ کے دماغ صاحبان
شوق کو عطر آگین رکھتی ہین دی ماہ بہار ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۰ع مین
ہمرنگ ماہ ربیع الآخر سنہ ۱۲۹۷ ہجری کے زیور طبع سے ہر ہفت ہو کر
جلوہ آرای نظر بازان علم و دولت ہوئی

الٰہی جبتک سخن کو قرار و ثبات ہے　تیری ہی ہاتھ اس مطبع کی عزاز کی بات ہے